کلامُ الامام امامُ الکلام

الحمد للہ کہ یہ کتاب از تصنیفات المؤید من السماء المنصور علی الاعداء
جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب سیدنا ناصر الدین محمد ابو المنصور

میزانُ المیزان

سنہ ۱۸۸۷ء

در جواب میزان الحق مصنفہ مشہور پادری فانڈر صاحب مطبوعہ
امریکن مشن لدیانہ ۱۸۶۲ء باہتمام پادری روڈالف صاحب

در مطبع نصرت المطابع دہلی طبع شد

مختلف تولوں سے خداوند کو نفرت ہے اور مکر کی ترازو کچھ خوب نہیں (امثال ۲۰ باب ۲۳)

(قول سلیمان)

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا



(الاعراف ع ۱۱ هود ع ۸)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ بُعِثَ لِهِدَايَةِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ اجْتَهَدُوْا فِي الدِّيْنِ وَاَكْمَلُوا الْاِيْمَانَ وَفَازُوْا بِمَدَارِجِ الْعِرْفَانِ وَعَرَجُوْا مَعَارِجَ الْاِيْقَانِ ؕ

امابعد ان دنوں پادری صاحبوں کے شمس الاخبار لکھنؤ مطبوعہ امریکن مشن پریس ۱۵ - اکتوبر ۱۸۷۵ء جلد ۷ نمبر ۱۵ صفحہ ۹ باہتمام پادری کریون صاحب میں ایک مضمون میری نظر سے گذرا جسکی بعینہ عبارت یہ ہے **قولہ** ہمارے ملک ہند کی زبانوں میں سے اردو زبان کے اندر جسقدر کتابیں مذہبی تذکرہ خصوصاً پیغمبر عربی کے مذہب کے ابطال میں تصنیف اور تالیف ہوئیں اور جن سے بہت کامیابی ہوئی اور ہوتی جاتی ہے ابتک تین چار سے زیادہ نہیں اور باقی سب انہیں کا انتخاب یا اقتباس اور اگر آزادی اور

راستی سے کہول بشرطیکہ ناگوار نہو تو سرقہ ہے اور وہ تین چار کتابیں جو مسیحی دین کی دلاویزا اور دلکش سچائیاں اور مذہب اسلام کی محض لسانی اختراع ہونے کے ذکر میں کارگر اور عمدہ بلکہ لاجواب سمجھی جاتی ہیں یہ ہیں پہلی میزان الحق جسکو اپنی ساری عمر صرف کرکے ڈاکٹر پادری فانڈر صاحب مرحوم نے تصنیف کیا جسکا جواب ابتک اہل اسلام سے نہو سکا بلکہ اس عدیم المثال تصنیف کے ذریعہ سے اکثر لوگون کے دل اسلام کے بانی سے پھر کر مبارک منجی مسیح خداوند کیطرف مائل ہوئے دوسرے نیاز نامہ الخ اس لئے عبدہ محمد ابو المنصور ابن عالیجناب سید محمد علی صاحب مغفور ابن عالیجناب غفران مآب سید فاروق علی صاحب قدس سرہ العزیز نے اس کتاب میزان الحق کا جواب کہ جسکا نام میزان المیزان ہے اسپنے واسطے تکلیف نہ سمجھا۔

مثنوی در صفت میزان الحق

سبک سنگ کاین لاف کین میزند	ترازو جبت برزمین میزند
ترازو ترازو وزنہ عیبہاست	ازان جو فروشے کہ گندم نماست
ندانی کہ قرآن بسنگ وقار	نیاید بوزن ترازو ہزار ان
کلامیست از خالق انس وجان	کہ او نے ترازو ست روزی رسان
نسنجد چو سنگ در بازوے تو	کہ خاک افگند در ترازوے تو
نہ میزان آن بانہ سنجا نست این	ترازوے پولاد سنجانست این
عبث سنگ گرم نگاپو شدی	ترازو فگن چون ترازو شدی
حسد ہے ترازو مکر و فن داشتی	ترازو دگر سنگ زن داشتی
سبک پیش حق گشتی از خود بیش	نگہدار وزن ترازوے خویش
زدل را میزان خود شاد کن	ز میزان عدل خدا یاد کن
ز میزان میزان پر از رنگ او	کہ میزان حق نیست باسنگ او
نہ میزان ست ہم پلہ قدر او	کہ میزان ست یک منزل بدر او

(صفحہ ۱) میزان الحق مطبوعہ مطبع امریکن مشن لدیانہ واسطے امریکن ٹراکٹ سوسائٹی کے باہتمام پادری رودلف صاحب ۱۸۶۲ء قولہ الحاصل پہلا اور بڑا کام جو ہر کسی پر واجب ہے

ایسا ہی عمر ابن سعد ابن ابی وقاص
زید ابن علی ابن
ایضاً ایضاً
ایضاً ایضاً ایضاً

یہ ہے کہ اس مطلب اور مقصد کو سمجھے اور جب تک اُسنے خدا کو نہ پایا اور نہ پہچانا ہو چین نہ لیوے پر جو کوئی اس بات کو لحاظ نہیں کرتا اور اپنے بیش قیمت وقت عزیز کو صرف دنیا کی مزے حاصل کرنے میں صرف کرتا ایسا شخص خدا کے غضب کے لائق ہے مگر خدای مطلق اور بے انتہا کو جو نہ دریافت میں آتا اور نہ دیکھا جاتا ہم کیونکر پاویں اور کسطرح خیال میں لاویں پس آدمی عقل کے وسیلہ سے خدا کی بابت صرف اتنا ہی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے جہان کے پیدا کرنیکے سبب اپنی اَن دیکھی ذات کو بیان کیا ہے اسی باعث سے آدمی قدرت رکھتا ہے کہ مخلوقات سے خالق کا اور بنائے ہوئے سے بنانیوالے کا سُراغ لگا لیوے اور جہان کا موجود ہونا اور برقرار رہنا آدمی کو اس خیال کیطرف کھینچ لیجا سکتا ہے کہ اُس کا ایک پیدا کرنیوالا ہے الخ

(صفحہ ۸) **قولہ** عقل کے دُھندلی اور تاریکی آمیز روشنی آدمی کو منزل مقصود تک ہرگز نہیں پہنچا سکتی بلکہ صرف کلام اللہ کے آفتاب کی روشنی سے انسان وہاں تک پہنچ سکتا ہی الخ

جواب یہی پہلے فقرہ کا جواب ہے ۔

(صفحہ ۹) **قولہ** پس حقیقی الہام ان پانچ شرطوں سے پہچانا جاتا ہے **پہلی شرط** یہ ہے کہ الہام حقیقی آدمی کی روح کی خواہش اور تمنا کو جو ہمیشہ کی خوشی کا پانا ہے پورا کرے اور روح کی یہ خواہش کئی قسم پر ہے **پہلی قسم** یہ کہ آدمی اپنی نسبت اور خدا کی نسبت حق بات جاننے کا محتاج ہے ۔ **دوسری قسم** یہ کہ آدمی اپنے گناہوں اور تقصیروں کی معافی حاصل کرنیکا محتاج ہے ۔ **تیسری قسم** یہ کہ گناہوں کی معافی کے سوا آدمی کی روح نیک اور پاک ہونیکی بھی محتاج ہے یعنی آدمی کو لازم ہے کہ روز روز خوبی اور پاکی میں ترقی کرے پس چاہیئے کہ الہامی کتاب میں ایسی راہ بتلائی جاوے ۔ اور آدمی کو نیکبخت بناوے ورنہ الہام بیفائدہ ہوگا الخ ج لیکن پلوس رسول تو فرماتے ہیں کہ وے سب جو شریعت پر بھروسہ رکھتے ہیں لعنتی ہیں (گلتیوں کا ۳ باب) کیونکہ اگر کوئی ایسی شریعت دیگئی ہوتی جو زندگی بخش سکتی تو البتہ راستبازی شریعت سے ہوتی (گلتیوں کا ۳ باب) اب اگر یہ عذر ہو کہ یعقوب کے خط میں شریعت پر عمل کرنیکی تاکید ہے تو فانڈر صاحب آپہی صفحہ ۱۲ شرط ۵ میں فرماتے ہیں کہ پانچویں شرط یہ ہے کہ الہام حقیقی میں معانی کا اختلاف نہو وے یعنی لازم ہے کہ خدا کی الہامی کتابوں میں سب عمدہ مطالب اور تعلیمیں آپسمیں موافق و

مطابق ہوں کیونکہ غیر ممکن ہے کہ مطلب اور تعلیم آپس کے برخلاف ہوتے ہوئے دونو سچ ہوں اور کلام کا اختلاف نامضبوطی اور نقص کو ظاہر کرتا ہے اسلئے اب فانڈر صاحب یا تو انجیل کو ایسا ثابت کریں جو آدمی کو نیکبخت بناوے یا اُس میں اختلاف تعلیمات کا اقرار کریں اور اگر یہ دونو باتیں نہیں کر سکتے تو اپنے مقرر کیے ہوئے قاعدہ کو بیہودہ ٹھہراویں کیونکہ یہ شرطیں اور وہ اقسام عیسائی کتابوں سے نہیں ثابت ہوتے۔

(صفحہ ۱۱) **قولہ** دوسری شرط یہ ہے کہ چاہیئے کہ الہام حقیقی اس شریعت اور انصاف کے ساتھ جو خدا نے آدمی کے دل میں نقش کیا ہے میل رکھتا ہو اور انصاف وہ باطنی قوت ہے جو خدا نے ہر ایک کے دل میں ایسی نقش کر دی ہے کہ ہرگز نہیں مٹتی اور آدمی اس سے بھلے برے ظلم و عدل خدا کے پسند ناپسند ہونے کی تمیز اور سزا جزا کے لائق ہونیکو دریافت کرتا ہے۔ پس چاہیئے کہ الہام حقیقی اس انصاف کی قوت و شریعت سے موافقت و مطابقت رکھے ایسا کہ جس چیز کو دلی انصاف برا اور ناحق اور خدا کے ناپسند اور سزا کے لائق سمجھاوے الہام حقیقی بھی اُسکو ویسا ہی بتاوے۔ کیونکہ نہیں ہو سکتا کہ خدا کا الہامی کلام انصافی شریعت کے برخلاف بیان کرے حالانکہ شریعت انصافی خود خدا نے آدمی کے دل میں ثبت کر دی ہے الخ لیکن انسان کی دل کی شریعت انصافی کب سے تسلیم کر سکتی ہے کہ خدا تین ہیں باپ اور بیٹا اور روح القدس چنانچہ فانڈر صاحب خود صفحہ ۱۱ سطر ۲ میں اقرار کرتے ہیں کہ عقل انسانی یسوع مسیح کی الوہیت کا مرتبہ دریافت کرنے اور پہچاننے میں قاصر و عاجز ہے اور کوئی بغیر روح القدس کے یسوع کو خداوند نہیں کہہ سکتا (قرنتیوں کا ۱۲ باب ۳)

(صفحہ ۱۲) تیسری شرط یہ ہے کہ جب خدا نے آدمی کے دلی انصاف میں اپنے تئیں مقدس اور عادل بیان کیا ہے۔ اسیطرح چاہیے کہ الہام حقیقی بھی خدا کو انہیں صفتوں میں بیان کرے الخ حالانکہ عیسائی الہام تو شریعت پر عمل کرنے والوں کو جہنمی بتاتا ہے (گلتیوں کا ۵ باب) اور جان بوجھکر جھوٹھ بولنا سکھلاتا ہی (رومیوں کا ۳ باب ۷) اور شریعت کو بیفائدہ بتاتا ہے (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) اور کوئی چیز بھی ناپاک نہیں ٹھہراتا ہے (طیطس ۱ باب ۱۵) اور مارٹین لوتھر صاحب جنکے پیرو فانڈر صاحب ہیں فرماتے ہیں کہ فقط ایمان رکھو اور بغیر روزہ کی سختی کشی اور پرہیز کے بار کے بغیر اعتراف کی

تکلیف اور نیک کاموں کی سختی کی یقین ہی جا بو تم بچائے جاؤ گے تمہارے واسطے نجات ایسی بیشک اور تحقیق ہے جیسے خود مسیح کیواسطے ہاں گناہ کرو اور خوب دلیری سے گناہ کرو فقط ایمان رکھو اور اگرچہ تم ایک دن میں ہزار دفعہ حرامکاری یا خون کرو صرف ایمان رکھو اور میں کہتا ہوں کہ تمہارا ایمان تمکو بچائیگا (دی لیسبانی) از عبرات الصدق مصنفہ پادری بیڈلی صاحب جسے طامس انگلس صاحب نے حسب الارشاد پادری مریا الحلو صاحب ترجمہ کیا مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء۔

(صفحہ ایضاً) قولہ چوتھی شرط یہ ہے کہ جب خدا قدیم اور مطلق اور اپنی ذات وصفات میں تغیر وتبدل سے دور اور پاک ہے پس لازم ہے کہ الہام حقیقی بھی اُسے ویسا ہی بیان کرے جیسا خدا نے انکو موجودات سے بیان کیا ہے یعنی جسوقت عقل کی نظر سے موجودات پر ملاحظہ ہوتا تو سمجھا جاتا ہے کہ چاہیئے خدا واحد وقدیم وقادر وعالم وحکیم ورحیم اور آسمان و زمین کا پیدا کرنیوالا ہووے پھر لازم کہ الہام حقیقی بھی خدا کو ویسا ہی بیان کرے انتہی ج اگر خدا کے حقیقی صفات یہی ہیں تو تثلیث پر عقیدہ رکھنے والونکا صریح کفر ثابت ہوتا ہے کیونکہ فانڈر صاحب نے خدا کے واحد وقدیم وقادر ہونے کا اقرار کیا ہے نہ یہ کہ تثلیث کا بھی۔

(صفحہ ایضاً) قولہ پانچویں شرط یہ ہے کہ الہام حقیقی میں معانیکا اختلاف نہووے الخ ج کیا انجیل میں یہ اختلاف نہیں ہے دیکھو متی ۵ باب ۳۹ وغیرہ آیتونکا۔ باب ۸ ایہہ یہ کہ متی ۱۰ باب ۳۴ و متی ۱۱ باب ۳۰۔ ۲۸۔

(صفحہ ۱۲ و ۱۳) قولہ لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کلام جسمیں اوپر کی شرطیں سب پائی جاتی ہوں اور انہیں کی رو سے الہام حقیقی وکلام خدا ہے ایسے مطلبوں اور حقیقتوں کو بیان کرتا ہو جو اللہ تعالی کے بھید ہیں اور انسان کے عقل کے احاطہ وحکم سے دور اور باہر ہوں اسطرح پر کہ آدمی اپنی ضعیف عقل سے خدا کی بیان کی ہوئی باتوں کی عالی مضمون کو نہ پہونچ سکے الخ ج مگر صفحہ ۱۱ کے آخر میں آپ لکھہ چکے ہیں کہ نہیں ہوسکتا کہ خدا کا الہامی کلام انصافی شریعت کے برخلاف بیان کرے وحالانکہ شریعت انصافی خود خدا نے آدمی کے دلمیں ثبت کر دیا ہے الخ اب یہاں شریعت انصافی کہاں گئی جو آدمی ضعیف عقل سے خدا کے بیان کئے ہوئے باتوں کے عالی مضمون کو نہ پہونچ سکے لیجیے جب انسان خدا

میں تیرے ... مسیح ... آسمان نہیں ... [illegible]

کی باتوں کی عالی مضمون کو نہ پہنچ سکا تو وہ عالی مضمون شریعت انصافی کے مطابق کہاں ہوا کیونکہ جو مضمون شریعت انصافی کے مطابق ہوگا اسے تو انسان جیسکے دلپر خود خدا نے شریعت انصافی ثبت کردی ہے بے بتلائے سمجھ جائیگا دوسرے یہ کہ ہر الہامی کتاب انسانوں کیواسطے نازل ہوتی ہے اور جب انسان اُسے باوجود مطابقت شریعت انصافی کے جو اُسکے دلمیں ثبت ہوتی ہے سمجھ نہ سکا تو اُس الہام کے نازل ہونے سے کیا فائدہ ہے۔

(صفحہ ایضاً) قولہ ممکن بلکہ واجب ہے کہ خدا کی ذات پاک میں ایسی صفتیں ہوں کہ خاص خدا ہی میں ہوں اور کسی مخلوقات میں ویسی نہوں تا کہ خدا اُسکے سبب ساری موجودات سے اعلیٰ اور بری ہو نہیں تو خالق و مخلوق و عابد معبود میں کچھ فرق نہوتا الخ ج یہی فانڈر صاحب اپنی کتاب مفتاح الاسرار مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء باب ۳ شروع فصل صفحہ ۳۹ میں لکھتے ہیں کہ حقیقتاً لیلئے اسنے اپنے کلام کے سوا موجودات میں بھی اپنی تثلیث ظاہر و بیان کیا ہے۔ اور وحدت میں اسطرح کی کثرت کا نمونہ مخلوقات میں پایا جاتا ہے کیونکہ نسبت ثلاثہ یا کثرت فی الوحدت اکثر موجودات میں ظاہر و عیان ہے انتہیٰ

پس ان دونوں مخالف قولوں میں سے کسکو سچ جاننا چاہیئے۔ واہ فانڈر صاحب میزان کی شروع ہی سے سیر میں تو پنسیری کا دہوکا اسپر دعوے عدیم المثالی میزان اونچی دکان پھیکا پکوان۔

(صفحہ ایضاً) پس بحال میں کسکو جرات اور طاقت ہے کہ خدا کی ذات پاک کو اپنی عقل ناقص اور فکر کوتاہ سے تولے اور اسکے انتہا اور لا یدرک کیواسطے حد و انتہا ٹہراوے الخ ج خدا کی ذات پاک کو اپنی عقل ناقص سے تولنا تو یہی ہے کہ اس بے انتہا اور لا یدرک کیواسطے تثلیث کا حد ٹہرانا اور عقیدہ توحید ہرگز منافی اُسکے بے انتہا و لا یدرک ذات کا نہیں مثلاً دس ہزار من غلہ کو انبار کہدینا اُسکی تعداد وزن کی نفی نہیں کرتا بلکہ دس ہزار من سے زیادہ ہونیکا بھی گمان غلط نہیں کرتا ہے برخلاف اسکے دس ہزار من غلہ کو اگر تین سیر یا تین من کی تعداد پر حصر کریں تو اُسکے دس ہزار من سے زیادہ کا گمان پیدا ہونیکا تو کیا ذکر ہے بلکہ اسکی اصلی مقدار یعنی دس ہزار من کی تعداد بھی باقی نرہے گی اب آپکو معلوم ہوا کہ اگر خدا کی ذات تثلیث کے ساتھ بابے انتہا اور لا یدرک ہے تب بھی

توحید میں شامل ہے اور کسطرح اُس سے علاقہ نہیں ہے جسطرح اسکے صاحب میزان تیرا ویتستیر کی
اور پودینہ اور اونس اور تو سے اور ماستہ اور منتخ نہا لٹیں شامل ہیں اور کسطرح اُس سے علاقہ
نہیں ہے دیکھو اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کے سارے القابوں اور خطابوں کو نہ بیان کرسکے
اور فقط اُسے بادشاہ یا سلطان کہنے پر اکتفا کرے تو بے الزام رہیگا بہ نسبت اسکے کہ
اُس بادشاہ کا ایک خطاب لکھے اور دوسرا چھوڑ دے تو ضرور مجرم ٹھہریگا جو ساری شریعت
کو مانتا اور ایک بات کو نالتا ہے تو وہ ساری باتوں کا گنہگار ہوا (یعقوب ۲ باب ۱۰) اور آپ تو
خود فرماتے ہیں کہ خدا کی ذات پاک بے انتہا اور لایدرک الخ پہلا جبکہ وہ بے انتہا اور لایدرک
ہوا تو سوا اقرار وحدانیت کے کون اُسے اُسکے سارے اوصاف ذاتی کے ساتھ پکار سکتا ہے
پس یہی کافی ہے کہ وہ ایک ہی اپنے ذات میں ایک ہے اور اپنی ہر صفت میں بھی ایک ہے
کسی بات میں کوئی اُسکا ثانی نہیں ہے سب حکموں میں اول یہی ہے کہ اے اسرائیل سُن وہ
خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲ باب ۲۹) (استثنا ۶ باب ۴) پہلا اور
بڑا حکم یہی ہے (متی ۲۲ باب ۳۸) ساری شرع اور سب انبیا کی باتیں اسی پر موقوف ہیں (متی ۲۲
باب ۴۰) یہی کر تو جیگا (لوقا ۱۰ باب ۲۸)—

(صفحہ ایضاً) قولہ یا کہ وہ عارف اور قادر وحکیم کے ساتھ بحث پیش کرے کہ چاہیئے تھا کہ فلانی
صفتوں کو فلانے مرتبہ تک ظاہر و بیان کرتا حالانکہ ایسے خیال کفر فاحش ہیں الخ ج فلانی
صفتوں کو فلانے مرتبہ تک ظاہر و بیان کرنا تعین تثلیث کا لازمہ ہے یا محض توحید مطلق کا کیونکہ
ایسے حال میں کسی قسم کی صفتوں کو کسی مرتبہ تک ظاہر و بیان کرنیکی حاجت کیا ہے کیونکہ
عقیدہ توحید اسکے سوا کچھ اور ہرگز ظاہر نہیں کرتا کہ قادر مطلق واحد حقیقی اپنی ذات وصفات
میں وحید اور لاثانی ہے برخلاف تثلیث پرستوں کے کہ وہ باپ اور بیٹے اور روح القدس
کا امتیاز اُس کی ذات میں قایم کرکے اُسکی صفتوں کو فلانے مرتبہ تک ظاہر و بیان کرتے
ہیں حالانکہ ایسے خیال کفر فاحش ہیں اب پادری صاحب کے اقرار سے ثابت ہوا کہ لقد
کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم الخ

(صفحہ ۱۳) قولہ اب اگر کوئی بت پرستوں کے مذہب کی کتابوں کو دیکھکر اور شروط مذکورہ کے
ساتھ مقابلہ کرکے تمیز دیوے تو اُسے بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ ہو نہیں سکتا کہ انکی عبادت
کے طور اور اُنکی کتابوں کی باتیں الہام حقیقی سے نکلی ہوں — بلا شبہ انکی ذات وصفات

واردوں کی بابت اُنسے نالائق وناقص گمان پیدا ہوتے ہیں یہانتک کہ آدمی کو بہت صحیح
کی راہ دکھاتے ہیں اُن سب سے برخلاف و باطل اور اپنے تابعدارونکو گمراہی اور ہلاکت
کیطرف لیجاتے ہیں اسواسطے محمدی شخص کو جو حقیقت کا طالب ہے بُت پرستوں کے مذہب
کی تلاش لازم نہیں انتہی پھر بھی فانڈر صاحب اپنی کتاب مفتاح الاسرار مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۲ء کے
صفحہ ۵۹ میں تثلیث کو ہندوؤں کی کتابوں سے ثابت کرکے لکھتے ہیں کہ برہمہ اور وشنو اور
شیو وہی ذات واحد ہے اور یہ بات ظاہر اور روشن ہے کہ تعلیم مذکورہ جسے ہند و ترمورتی کہتے
ہیں ذات الٰہی کی تثلیث کی تقلید ہے جسکا توریت میں اشارہ اور انجیل میں صریح بیان
ہوا ہے انتہی پس محمدی شخص کو بُت پرستوں کے مذہب کی تلاش لازم نہیں ہے نہ یہ
کہ نصرانی شخص کو بھی کیونکہ عقیدہ تثلیث کی تائید بُت پرستوں کے مذہب سے ہوتی ہے
اور مفتاح الاسرار کی اُس عبارت کا جواب مصباح الابرار مطبوعہ سنہ ۱۸۸۰ء میں دیکھنا چاہیئے۔

(صفحہ ایضاً) قولہ درحالیکہ قرآن و انجیل کے مطالب آپس میں نہیں ملتے جیسا کہ ہر شخص پر جو
اُنکے معانی سے واقف ہو ظاہر اور آشکارا ہے اور اس رسالہ میں بھی اپنی جگہ پر ثابت ہوگا اس
صورت میں ممکن نہیں کہ وے دونو خدا کے کلام ہوں بلکہ صرف ایک اُنمیں سے سچا اور خدا کا
کلام ہوسکتا ہے انتہی اقول فاضل جلیل ولیم میور صاحب اپنی کتاب شہادت قرآنی مطبوعہ لکھنؤ
سنہ ۱۸۶۱ء صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں کہ قرآن کی آیات کثیر میں ایسے قصص و روایات بھی لکھی
ہیں جو یہود و نصاریٰ کی کتب سابقہ میں درج ہیں اور بہت مقامات پر اُن قصص و روایتونکا
وہی طول اور وہی طریقہ ہے جو توریت و انجیل میں ہے بلکہ بعض بعض جگہ تو الفاظ طابق النعل
بالنعل مل جاتے ہیں انتہی پس پروٹسٹنٹ مذہب کے علما میں ولیم میور صاحب کا
علم و فضل جبکہ پادری فانڈر کے علم و فضل سے بہت زیادہ تھا تو اس مقام پر بھی ولیم
میور صاحب کے قول کو زیادہ معتبر جاننا چاہیئے یا پادری فانڈر کے قول کو ہاں اُن باتوں
میں قرآن انجیل کے برخلاف ہے جنمیں توریت بلکہ ہر انجیل بھی دوسرے انجیل کے
برخلاف ہے۔ رقیمۃ الوداد مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ء کے صفحہ ۲۲ و ۲۳ وغیرہ اور افحام الخصام
مطبوعہ سنہ ۱۸۵۴ء صفحہ ۲۸ - ۲۶ - ۳۴ و نوید جاوید کے صفحہ ۹ و ۲۰۸ - ۲۱۲ کو دیکھنا چاہیئے۔

(صفحہ ۱۵) قولہ پس اے اسلام والے ان باتوں پر کہ تیرے ایک دوست سے جو تیری
ہمیشہ نیکبختی چاہتا ہے مہربانی کی راہ سے لکھی گئی ہے اور پڑھ کے غور سے متوجہ ہو الخ۔

ج بہت خوب تھنکیو۔

(صفحہ ۱۶) قولہ قران آپ اقرار کرتا ہے کہ مسیحی اور یہودیوں کی مقدس اور مروج کتابیں خدا کیطرف سے ہیں جیسا کہ سورہ شورےٰ میں لکھا ہے وقل اٰمنت بما انزل اللہ من کتاب الخ

ج بیشک لیکن یہ کہاں قرآن نے اقرار ہے کہ انمیں کہیں تحریف نہیں ہوئی +

(صفحہ ۱۸) قولہ مسیحی اُن سب کتابوں کو کہ ہر وقت انمیں مروج تھیں عہد عتیق یعنے پرانے عہد کی کتابیں کہتے ہیں اس سبب سے کہ خدا نے اُن کتابوں کو مسیح سے پہلے دیا تھا اور انجیل کو عہد جدید یعنے نئے عہد کی کتابیں کہتے ہیں اور یہ دونو مجموعہ کتب عہد عتیق و جدید اور خدا کا کلام اور مقدس کتابیں اور بیبل بھی کہے جاتے ہیں اور بیبل یونانی لفظ ہے بمعنی کتاب الخ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ قران اور اُسکے مفسرین دعوی کرتے ہیں کہ جسطرح زبور کے آنے سے توریت و انجیل کے ظاہر ہونے سے زبور منسوخ ہوئی اسیطرح انجیل بھی قران کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہوگئی الخ ج معلوم ہوتا ہے کہ پادری فانڈر کو مناظرہ کے فن سے بالکل واقفکاری نہیں ہے اور اسیطرح مذہب اسلام سے بھی بھلا زبور میں کونسی شریعت مذکور ہے جس سے توریت منسوخ ہونیکا گمان ہوسکے اور منسوخ بعض احکام شرایع ہوتی ہیں یا ہمارے قصص اور حکایات اور تمثیلات اور ہدایات اور تعلیمات توحید وغیرہ ساری کتاب کہیں منسوخ ہوسکتی ہے اور بعض احکام کا منسوخ ہونا تو خود انجیل ہی میں موجود ہے دیکھو متی ۱۰ باب ۵ و لوقا ۲۴ باب ۴۷ و اعمال ۱ باب پھر متی ۱۰ باب ۲۰ و یوحنا ۷ باب ۳۴ پھر متی ۱۹ باب ۲۴ و متی ۲۳ باب ۱۲ پھر متی ۱۵ باب ۲۴ و متی ۲۴ باب ۱۴۔

(صفحہ ۱۹) قولہ اگر کوئی فکر و وقت سے مقدس کتابوں کو مطالعہ کرے تو جلد دریافت کرلیگا کہ حقیقت میں اُنکے معنی ایک دوسرے سے شامل اور مطالب و تعلیمات میں بڑی موافقت اور مناسبت رکھتے ہیں اسطرح کہ وہ سب خدا کی پہچان اور اسکی محبت کا ایک عجائب مکان و عمارت سی ہیں جسکی اصل و بنیاد توریت یعنی موسیٰ کی کتابیں ہیں اور کتب مقدسہ اسکے کامل و تمام کرنیکے واسطے ہیں الخ ج خدا کی پہچان اور اسکی محبت کا ایک عجائب مکان و عمارت یہ تمثیلیں بھی آجتک کسی نے نہ سنی ہونگی اور حضرت داود فرماتے ہیں کہ خداوند کی توریت کامل ہے (۱۹ زبور ۷ و ۱۸ زبور ۳۰) پھر اور کتب مقدسہ

اسسے کامل اور تمام کیا گیا ہوگا۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** توریت میں خدا کا وہ ارادہ جو آدمی کے حق میں رکھتا ہے اسطرح پر
بیان ہوا ہے کہ اُسکی مرضی یوں ٹھہری ہے کہ بنی آدم اُسکی یعنی خدا کی سچی پہچان اور حق
عبادت کے وسیلے سے روح کا تقاضا پورا کر کے حقیقی اور ہمیشہ کی خوشی کو پہونچیں اور موسیٰ
کے بعد نبیوں کی کتابوں اور زبور میں بیان ہوا ہے کہ خدا نے اپنی معرفت و محبت کے مطابق
طرح طرح کی راہوں سے آدمیوں کو خصوصاً بنی اسرائیل کو روز بروز اپنی پہچان کے نزدیک
پہنچایا ہے اور عبادت کے لیئے آمادہ اور تیار کیا آخر کو انجیل بیان کرتی ہے کہ خدا نے
کسطرح اور کس طور پر اُس عمدہ مطلب کو مسیح کے وسیلہ سے پورا کیا اور ایسی عبادت
مقرر کی کہ ظاہری آداب اور عبادتوں سے نہیں بلکہ روح اور دل اور سچائی سے ہی الخ

ج مطلب یہ کہ توریت میں تو خدا کا ارادہ جو آدمی کے حق میں رکھتا ہے اسطرح پر بیان
ہوا ہے کہ اُسکی مرضی یوں ٹھہری ہے اور نبیوں کی کتابوں اور زبور میں بیان ہوا ہے
کہ خدا نے آدمیوں کو اپنی پہچان کے نزدیک پہنچایا ہے اور عبادت کے لیئے آمادہ اور تیار
کیا اور انجیل بیان کرتی ہے کہ خدا نے اُس عمدہ مطلب کو مسیح کے وسیلہ پورا کیا اور ایسی
عبادت مقرر کی کہ ظاہری آداب اور عبادتوں سے نہیں بلکہ روح و دل اور سچائی سے ہے
پس توریت میں تو خدا کا فقط ارادہ ظاہر کیا گیا ہے نہ یہ کہ کوئی طرز عبادت سکھلایا گیا ہو
اور نبیوں کی کتابوں میں آدمیکو عبادت کے لیئے آمادہ اور تیار کیا ہے نہ یہ کہ عبادت
کرنی سکھلائی ہو مگر انجیل میں اس عمدہ مطلب کو پورا کیا اور ایسی عبادت مقرر کی
جو ظاہری نہیں بلکہ روح اور دل سے ہے پس حضرت موسیٰ نے جو قوم کو طرز عبادت سکھلایا
وہ پادری صاحب کی نظر میں محض فضول بلکہ کچھہ بھی نہ تھا اور نبیوں کی کتابوں میں بھی
آدمی کو عبادت کے لیئے آمادہ کیا ہے بلکہ خود حضرات انبیاء علیہم السلام عبادت کے
لیئے تیار کیئے گئے تھے نہ یہ کہ انھوں نے کچھہ عبادت کی ہو اور ان حضرات انبیاء علیہم السلام
کو خدا نے اپنی پہچان کے نزدیک پہنچایا یعنے تھوڑا عرفان عطا کیا تھا نہ اسقدر جتنا
انجیل پڑھنے والوں کو حاصل ہے اور حضرت موسیٰ کو تو تھوڑا عرفان بھی نہ عطا ہوا تھا
تعجب کہ باوجود اس شیطانی عقیدہ کے اب تک خدا کا عذاب ان پر نازل نہوا اور ایسی عبادت
جو ظاہری آداب اور عبادتوں سے نہیں عیسائیوں میں وہ کون سی ہے گرجا گھر کیوں تیار

کیئے جاتے ہیں یکشنبہ کیوں عبادت کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے یہانتک کہ حضرت عیسےٰ
فرماتے ہیں کہ جو کوئی آدمیوں کے آگے میرا اقرار کریگا میں بھی اپنے باپ کے آگے جو
آسمان پر ہے اُسکا اقرار کرونگا (متی ۱۰ باب ۳۲ و ۳۳) پس اگر ظاہری آداب اور عبادتوں
سے نہیں تو اس ظاہری اقرار کی کیا ضرورت ہے پھر کیا ظاہری آداب کے ترک کرنے سے
یہی مراد ہے کہ ناپاک ہو کر غسل وطہارت کا پابند نہ ہونا چاہیئے بلکہ پاخانہ پھر کر آبدست
لینا بھی کچھ ضرور نہیں کیونکہ یہ سب ظاہری باتیں ہیں اور عیسائیونکو شادی کرنا بھی کچھ
ضرور نہیں کہ یہ بھی ظاہری رسم ہے گتے اور بکری کے گوشت میں بھی تمیز نکرنا چاہیئے
کہ یہ سب ظاہری باتیں ہیں۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** اور یہ بات کہ توریت کی ظاہری عبادت روحانی اور باطنی عبادت
سے بدل جاویگی کچھ نئی بات نہ تھی کیونکہ پرانے عہد کی کتابوں میں ذکر ہوا تھا کہ ایسے
دن آوینگے کہ ظاہری عبادت کے بدلے روحانی عبادت مقرر ہوگی جیسا کہ ارمیاہ
نبی کی ۳۱ فصل کی ۳۱ - آیت سے ۳۴ تک مذکور ہے کہ دیکھو وے دن آتے ہیں
خداوند کہتا ہے کہ میں اسرائیل کے گھرانے سے اور یہوداہ کے گھرانے سے نیا عہد
باندھونگا اُس عہد کے موافق نہیں جو میں نے اُنکے باپ داداؤں سے باندھا جسدن میں نے
اُنکی دستگیری کی کہ زمین مصر سے اُنھیں نکال لاؤں اور اُنہوں نے میرے اس عہد
کو توڑا باوجودیکہ میں اُنکا شوہر تھا خداوند کہتا ہے بلکہ یہ وہ عہد ہے جو میں اسرائیل کے
گھرانے سے باندھونگا بعد اُن دنوں کے خداوند فرماتا ہے میں اپنی شریعت اُنکے
اندر رکھونگا اور وہ میرے لوگ ہونگے **الخ** اس نئے عہد سے مراد اگر ظاہری
عبادت کا روحانی عبادت سے بدل جانا ہے تو حضرت یرمیاہ سے بلکہ حضرت عیسیٰ ا
تک سے بھی وہ نیا عہد باندھا گیا تھا یا نہیں پھر وہ کیوں ساری عمر وہی توریت کی ظاہری عبادتیں
کرتے رہے اور حضرات حواریوں کو بھی یہی تاکید کی کہ فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی
پر بیٹھے ہیں اسلئے جو کچھ وہ تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن اُنکے
سے کام نکرو کیونکہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں (متی ۲۳ باب ۲ و ۳) پس نئے عہد سے
مراد اگلی خطاؤں سے درگذر کرنا اور اُنہیں آئندہ کو نیک توفیق عطا کرنا ہے کہ شریعت
اُنکے اندر رکھنا اسیکو کہتے ہیں نہ یہ کہ نیا طرز عبادت سکھلانا اور روحانی عبادت حضرت

موسیٰ کے وقت میں کب منع تھی بلکہ وہی ظاہری عبادت روح اور دل سے ادا کیجاتی تھی اگر ایسا نہوتا تو کیا وہ سب نعوذ باللہ منافق تھے جو دل سے خدا کی پرستش نہیں کرتے تھے

پس اپنی شریعت اُن کے اندر رکھونگا الخ پادری فانڈر نے اس اندر کے لفظ سے وہ موسیٰ کا کہا یا یعنی سمجھے کہ اندر رکھنے کی کوئی شریعت اور ہے اور ظاہری طور پر ماننے کی شریعت موسیٰ تھی لیکن استثنا ۲۶ باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ آجکے دن خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم فرمایا کہ تو ان سنتوں اور شریعتوں پر عمل کر تو اسلئے انہیں حفظ کر اور اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی سے انپر عمل کرا نتہے پس یہ شریعت بھی اونکے اندر رکھی گئی تھی یا نہیں

(صفحہ ۲۰) قولہ یہ اس روحانی اور باطنی عبادت سے مراد ہے جو یسوع مسیح کے وسیلہ سے عمل میں آئی چنانچہ خود مسیح نے یوحنا کے ۴ باب کی ۲۳ و ۲۴ آیتوں میں فرمایا ہے کہ اب وقت آتا ہے بلکہ ابھی ہے کہ سچے پرستش کرنیوالے روح و راستی سے باپ کی پرستش کرینگے کیونکہ باپ ایسی پرستش کرنیوالوں کو چاہتا ہے خدا روح ہے اور وے جو اُسکی پرستش کرتے ہیں ضرور ہے کہ روح و راستی سے پرستش کریں الخ ج مطلب یہ کہ مکر سے عبادت کرنا کچھ بھی بکار آمد نہیں ہے رجوع قلب سے عبادت کرنی چاہیئے مگر اس آیۃ سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ تمام دن سور اور شراب سے کام رکھو یہی باطنی عبادت ہے اور روزہ میں تین چار دفعہ کھاؤ پیو یہی روزہ داری ہے باوجود اسکے آپ فرماتے ہیں کہ یہ روحانی اور باطنی عبادت یسوع مسیح کے وسیلہ سے عمل میں آئی خدا کی پناہ حضرت عیسیٰ کو احکام شرع سے منع کرنیوالے اور یہ خباثت سکھلانے والے آپ ثابت کرتے ہیں حالانکہ خود حضرت عیسیٰ سارے احکام شریعت پر عمل کرتے تھے (متی ۲۶ باب ۱۷ و ۱۹ یوحنا ۷ باب ۱۰ متی ۱۷ باب ۲۱ و ۲۳ باب ۲۳) لازم تھا کہ تم انھیں اختیار کرتے اور انہیں بھی نچھوڑتے انتہٰی۔

(صفحہ ایضاً) قولہ عبرانیوں کے مکتوب کی ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ بابوں میں تفصیل بیان ہوئی ہے الخ ج اور عبرانیوں کے مکتوب کے ساتھ یعقوب کے خط کو بھی تو دیکھا ہوتا۔

(صفحہ ۲۱) قولہ فروعات اور ظاہرات کے بدل جانے سے پرانے عہد کی کتابیں یعنی توریت نہ رد ہوئی اور نہ منسوخ بلکہ جو چیزیں کہ توریت میں ظاہری اور نمونہ کے طور پر تھیں اب انجیل میں باطنی اور روحانی ہو کر کامل اور تمام ہوئیں مثلاً توریت میں حکم ہوا تھا کہ گناہوں کی بخشش کے لئے جانوروں کی قربانی کرو مگر ظاہر ہے کہ ایسی قربانیاں گناہوں کو نہ چھپا سکینگی اور قربانیوں کا اصل مقصد بھی یہ نہ تھا بلکہ اُس ایک قربانی کا نمونہ تھیں جسے مسیح نے اپنی ذات میں پورا

کیا جیسا کہ پہلے عہد میں وعدہ ہوا تہا کہ ابن اللہ المسیح اپنا جسم آدمیوں کے گناہوں کیواسطے قربان
کریگا چنانچہ ۴۰ زبور میں ۶ آیت سے ۸ تک اور اشعیاہ نبی کے ۵۳ باب میں اس بات کا اشارہ
ہوا ہے الخ (ج) زبور سے پانسو برس پیشتر اور حضرت یسعیاہ سے سات سو برس پیشتر توریت میں
اور توریت کے پیشتر سے قربانی جاری ہے پس توریت میں کہیں نہ ظاہر کردیا کہ مسیح اپنا جسم آدمیوں
کے گناہوں کیواسطے قربان کریگا مگر اسکے پانسو اور سات سو برسوں کے بعد یہ ظاہر کیا گیا
حالانکہ اگر برّہ کی قربانی حضرت عیسے کی قربانی کا نمونہ تھی تو حضرت ہابیل کیوقت سے حضرت
عیسیٰ کی قربانی کا ذکر ہوتا قطع نظر اسکے ۴۰ زبور میں کہیں حضرت عیسی کی قربانی کا ذکر نہیں
اور نہ یسعیاہ ۵۳ باب میں ۔ ۴۰ زبور ۶ کا ترجمہ عبرانی سے یہ ہے کہ ذبیحہ اور ہدیہ کو تو نہیں چاہتا
تو نے میرے کان کھولے انتہی مگر عبرانیوں کے ۱۰ باب ۵ میں اسے اسطرح تبدیل کیا ہے کہ اس
لیئے وہ دنیا میں آتے ہوئے کہتا ہے کہ قربانی اور نذر کو تو نے نہ چاہا پر میرے لیئے ایک بدن
تیار کیا انتہی اور اسی بہروسہ پر کتب الہامی سے پیشین گوئی ثابت کیجاتی ہے (دیکھو بیبل معہ فرنس
بخط رومن مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۵ع و اردو بیبل مطبوعہ مرزاپور باہتمام ڈاکٹر میتہر صاحب بحروف عربی
معہ فرنس مطبوعہ سنہ ۱۸۶۹ع و فارسی انجیل مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۱۶ع میں دیکھہ لو) افسوس ایسے جعلسازی
کی دلیلیں پیش کرنے سے پادریونکو مطلق شرم نہیں ہے وہاں حضرت داؤد فرماتے ہیں کہ
خداوند قربانی وغیرہ کا حاجتمند نہیں ہے وہ خلوص اور صداقت کو پسند کرتا ہے (۵۱ زبور ۱۶) مگر اس
سے یہ مراد نہیں ہے کہ قربانی گذرانا نہ چاہیئے علاوہ اسکے اگر وہ قربانیاں حضرت عیسی کی قربانی
کا نمونہ تہیں تو حضرت ہابیل کے وقت سے کیوں حضرت عیسی اسنے ہزاروں برس آنیمیں توقف
کیا کہ لاکھوں کروروں بیگناہ برّوں کی مفت میں جانیں گئیں اگر ذرا پیشتر تشریف لاتے تو کیا
اتنے بیشمار برّوں کی جان جاتی اسکے سوا علاوہ حضرت عیسیٰ کی قربانی تو پیشتر ثابت کرلی ہوتی
اور جبکہ اُنکا مصلوب ہونا ثابت نہیں ہے (دیکھو دولت فاروقی اور نوید جاوید) تو برّہ کی قربانی سے حضرت
عیسے کو نسبت دینا کب درست ہوگا صاحب میزان کی وہ مثل ہے کہ بنیا تولتا نہیں آپ کہتے ہیں کہ پورا
تول یعنی حضرت عیسیٰ کی مصلوبی تو ثابت نہیں ہے اور آپ برّوں کی قربانی کو اسکا نمونہ ٹہہراتے ہیں
اور یسعیاہ ۵۳ باب میں بھی کہیں حضرت عیسیٰ کا ذکر نہیں ہے بلکہ وہ حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے حق میں ایک پیشینگوئی ہے چنانچہ دوسری آیت میں خشک زمین سے مراد ملک عرب
اور [illegible] سے مراد حضرت کا بے پڑہے لکھے ہونا اور پانچویں آیت میں گھایل کیا گیا سے مراد

حضرت صلعم کا طائف میں پاؤں زخمی ہونا یا جنگ احد میں دانت شہید ہونا اور ساتویں آیت میں برہ ذبح کرنے لیجانے سے مراد قتل پر منصوبہ باندھنا جیسا مکہ میں حضرت صلعم کیواسطے منصوبہ باندھا تھا حضرت یرمیاہ اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ میں گھریلو برہ کی مانند تھا جو ذبح ہونیکے لئے لیجایا جاتا (یرمیاہ ۱۱ باب ۱۹) اور آٹھویں آیت میں زندونکے زمین سے کاٹ ڈالا جانا یعنی ملک شام سے عرب میں حضرت اسمعیلؑ کا چلا آنا کیونکہ زندوں کی زمین سے مراد ملک شام ہے (زبور فصل ۱۴۲ باب ۵ و ۲۷ باب ۱۳ و ۲۶ و ۲۷ و ۳۲) نویں آیت میں ہے اسکی قبر شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اُس کی موت میں دولتمندوں کے ساتھ ہوئی مطلب یہ کہ مکہ کے بت پرست حضرت صلعم کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے تاکہ انہیں کے درمیان حضرت صلعم کی قبر بنے مگر دولتمندوں میں یعنے مدینے میں آکر حضرت کی وفات ہوئی کیونکہ مدینے کے لوگ دولتمند تھے دسویں آیت میں ہے کہ جب اُسکی جان گناہ کے لئے گذرانی جائے تو وہ اپنی نسل کو دیکھیگا اور اُسکی عمر دراز ہوگی یعنی جب گنہگاروں کی ہدایت میں حضرت صلعم نے اپنی جان تک کو دریغ نکیا بار بار طرح طرح کے صدمے اٹھائے جنگ احد میں حضرت کی شہادت کا غل پڑ گیا تھا تب حضرت کی کامیابی کی نوبت آئی اپنی اولاد کو دیکھا اور حضرت نے چند عمر پائی گیارہویں آیت میں ہے اپنی معرفت سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائیگا وہ اُنکی بدکاریاں اپنے اوپر اٹھا لیگا مطلب یہ کہ اگلے پیغمبروں کو خوب سچا ثابت کریگا اور جو الزام اُنپر جیسے حضرت سلیمان پر بت پرستی کا الزام اور حضرت عیسیٰؑ پر دعوی خدائی کا الزام ان الزاموں کے رفع کرنے میں وہ دونوں فریقوں یعنی یہود و نصاریٰ کے آگے سینہ سپر ہوگا یا یہ کہ بہتوں کو راستباز بنانیکا وسیلہ ہوگا اور بدکاروں کی شرارت کا تحمل کریگا ــــ بارہویں آیت میں ہے اسلئے میں اُسے بزرگوں کے ساتھ ایک حصہ دونگا یعنے اُسکے ایماندار سب انبیا علیہم السلام پر ایمان رکھنے والے ہونگے وہ لوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لیگا اسنے اپنی جان موت کے لئے سپرد کی اور وہ گناہگاروں کے درمیان شمار کیا گیا یعنے وہ اپنے قوی بازو اصحاب کو ساتھ لیے ہوئے مال غنیمت تقسیم کریگا کیونکہ بڑے بڑے خطروں میں وہ اپنی جان عزیز نہ کریگا اور یہی کہ گناہگاران امت کیواسطے اُسے ہمیشہ استغفار کرنی پڑیگی یہی گناہگاروں کی درمیان شمار ہونا ہے مگر وہ خود گناہان صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہوگا اور زیادہ اسکی مفصل کیفیت انجام الخصام مطبوعہ ۱۲۹۳ہجری صفحہ ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ میں دیکھنی چاہیئے ــ

(صفحہ ۲۲) قولہ پھر توریت میں غسل (طہارت) اور نہانے دھونے بدن پاک کرنے کیواسطے حکم ہوا تہا سو غرض اس ہونے دہانے سے یہ تہی کہ آدمی دریافت کرے کہ روح بدن سے زیادہ پاکیزگی کی محتاج ہے پہر یہ کہ دہونا اور جسم کی پاکیزگی اُس روحانی پاکیزگی کا نمونہ تہا جو انجیل کے وسیلہ سے عمل میں آئی ہے اس حالت میں پہر ویسا دہونا لازم و واجب نہیں بلکہ اب روحانی و باطنی طور پر عمل میں آتا ہے جیسا کہ عبرانیوں کی ۱ فصل کی ۲۲ آیت میں اور طیطس کی ۳ فصل کی ۵ آیت میں فرکر ہے اور ظاہر ہے کہ وہ شخص جسکی روح گناہ کی ناپاکی سے پاک ہوئی ہوا سے بدن کے پاک رکھنے میں قصور نکریگا الخ ج چونکہ بقول پادری صاحب حضرت عیسٰیؑ کی قربانی کے بعد اب بروں کی قربانی ان عیسائیوں میں مطلقاً موقوف ہے اسیطرح روحانی پاکیزگی کے بعد ممکن نہیں کہ جسمانی پاکیزگی کا عیسائیوں میں رواج ہو اس لئے پادری صاحب کا یہ محض واہمہ ہے کہ اپنے بدن کے پاک رکھنے میں قصور نکریگا یہ ہرگز درست نہیں ہے یعنی باوجود روحانی پاکیزگی کے اگر اب بہی جسمانی پاکیزگی عیسائیوں میں رائج رہی تو توریت کے ظاہری شریعت کے قایم مقام انجیل کی باطنی شریعت کیونکر ہو پس عیسائیوں کو چاہیے کہ اور بہی زیادہ گو لیپٹے رہا کریں تا ثابت ہو کہ روحانی پاکیزگی میں کامل ہوگئے ہیں

(صفحہ ایضاً) قولہ پہر یروسلم کا عبادتخانہ جو یہودیوں کی قربانگاہ اور عبادت کی جگہہ تہی اور خداے تعالے اپنے تئیں وہاں ایسا ظاہر کرتا تہا گویا اُس جگہہ میں رہتا تہا سو یہ ہیکل اسبات کا نمونہ تہا کہ چاہیے آدمی کا دل خدا کا گہر ہووے پس جس صورت میں مسیح پر ایمان لانے سے آدمی کا دل خدا کا گہر بنتا ہے تو پتہر کا عبادتخانہ یعنی ظاہری ہیکل پہر ضروری الخ ج ہیکل یروسلم میں عبادت کرنیوالوں کا دل خدا کی ہیکل تو ہو نہیں سکتا تہا بلکہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرات حواریوں کا دل بہی جو وہاں عبادت کرتے تہے خدا کی ہیکل نہ بنا تہا (متی ۲۱ باب ۱۲ و اعمال ۳ باب ۱ و ۲۱ باب ۲۶ - ۲۷) مگر عیسائیوں کا دل رات دن شراب و کباب کا استعمال کرنے سے خدا کی ہیکل بنجاتا ہے اور خدا کی ہیکل بنجانے کی شناخت یہی ہے کہ عیسائیوں کو سب طرح کی ناپاکی اور گندگی کی عادت ہوجاتی ہے لیکن کیا بت پرست بہی اور دنیا کے بدترین لوگ بہی یہ دعوی نہیں کر سکتے ہیں۔

(صفحہ ایضاً) قولہ پہر وے عید کے دن جو توریت میں مقرر ہوئے تہے جنکی کسیکو پروانگی نہ تہی

کہ کوئی دنیوی کام کرے بلکہ صرف خدا کی بندگی اور آخرت کی فکر میں مشغول رہے سو یہ عید ظاہری دل کی اُن عیدوں کی نمونہ تھیں جو قرب محبت الٰہی سے مراد ہے الخ ج سب انبیا علیہم السلام کو باوجود عیدوں کے قرب الٰہی حاصل ہوا تہا اور نہ انہیں محبت الٰہی تھی فقط عیسائیوں کو بپتسما لیتے ہی یہ حاصل ہو جاتا ہے عجب یہ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت حواریوں کو بھی جو عیدوں کو مانتے تھے یہ قرب الٰہی حاصل ہوا تہا جو عیسائیوں کو بے آبدست لئے حاصل ہو جاتا ہے ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ پھر ختنہ جو بنی اسرائیل کو امر ہوا تہا پُرانے عہد کی ایک ظاہری نشانی ہونیکے سوا سے نفس کی خواہش کاٹ ڈالنے کا ایک نمونہ تہا جیسا کہ اب انجیل پر ایمان لانیکے سبب نفس کی خواہشوں کو کاٹ ڈالنا عمل میں آتا ہے الخ ج لیکن ناک کٹوانے سے ہی دل کی خواہش کاٹ ڈالنا عمل میں آ سکتا ہے یا نہیں پھر کیا ضرور ہے جو فقط ختنہ کو دل کی خواہش کاٹ ڈالنے کا نشان سمجہیں قطع نظر اسکے سب انبیاء بنی اسرائیل جو باطنی طور پر یہ سب باتیں عمل میں لاتے تھے انکی گمراہی میں پھر کیا کلام (نعوذ باللہ) اور انجیل سے یہ قطع خواہش نفس کیا ہی حاصل ہو جاتی ہے کہ انگلستان میں تمام دنیا سے بڑہکر افعال شنیعہ کا رواج ہے اور توریت میں تو زنا کاری کی بھی ممانعت تھی اور ادب والدین اور تعلیم توحید (استثناء باب ۶-۲۱) یاد رہے کی اس قاعدہ کے بموجب ضرور ہے کہ یہ سب باتیں بھی کسیکا نشان ہوں ۔

(صفحہ ۲۳) قولہ یہی صفات جو توریت میں بیان ہوئی ہیں انجیل میں بہی ہیں اس تفصیل سے کہ محبت اور رحمت و تقدس و عدالت انجیل میں اور زیادہ عیاں اور وحدت تثلیث کے ساتہ بیان ہوئی ہے الخ ج محض تثلیث کا ذکر کرنیکے واسطے آپکو رحمت اور تقدس اور عدالت کو بہی شامل کرنیکی تکلیف ہوئی مگر کس چالاکی کے ساتہ آپ یہاں تثلیث کو لائے ہیں کہ ہرگز کوئی نہ پہچان سکے کہ توریت و انجیل دونو میں تثلیث کو ثابت کرنا مقصود ہے یا فقط انجیل میں لیکن خدا کے فضل سے نہ انجیل میں اُسکا پتہ ہے اور نہ توریت میں ۔

(صفحہ ۲۴) قولہ اور باطنی احکام بہی توریت و انجیل میں وہی ہیں مگر انجیل میں اور بہی توضیح کے ساتہ مذکور ہوئی ہیں الخ ج یہ کیا بڑی بات ہے جسے بڑے تفاخر کے ساتہ آپ بیان کرتے ہیں تمام دنیا کی کتابوں میں بہی نیک تعلیمات ہوتی ہیں توریت و انجیل پر کیا منحصر ہے قرآن و حدیث میں بہی یہی سب کچھ ہے ۔

صفحہ ایضاً قولہ پھر توریت میں حکم ہے کہ اپنے ہمسایہ کو آپ سا دوست رکھ لیکن یہودیوں

نے اسطرح کی دوستی و محبت صرف اپنے ہی قوم کیواسطے ٹھہرائی ہے مگر مسیح نے ایسا بیان کیا کہ صرف نزدیکی اور ایک قوم والے نہیں بلکہ سب ہیں اور یہانتک فرمایا ہے کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تمپر لعنت کریں اُنکے لئے برکت چاہو اور جو تمسے کینہ رکھیں اُنکا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستاویں اُنکے لئے دعا کرو الخ تمام دنیا میں جو نصرانی سلاطین یورپ کی دغابازیوں اور فریب اور مکاریوں کا شہرہ ہو رہا ہے یہی تو اپنے دشمنوکو پیار کرنا ہوگا پنجابی اخبار لاہور مطبوعہ ۶ جنوری ۱۸۷۸ء میں لکھا ہے کہ ہرچند سلاطین کے عہد و پیمان پر چنداں وثوق نہیں کیا جاسکتا ہے مگر انگلینڈ کا روم سے کنارہ کش ہوجانا ہمارے نزدیک انجام کو بُرا نتیجہ پیدا کریگا انتہٰے اور اودہ اخبار نولکشور مطبوعہ ۱۷ دسمبر ۱۸۷۷ء صفحہ ۲۱۶۱ کالم ۲ میں لکھا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ روس مشہور ہوگیا ہے کہ اُسکے نزدیک عہدناموں کی کچھہ حقیقت نہیں ہے وہ اپنے عہد و پیمان پر قائم نہیں رہتا ہے ہمیشہ شاہنشاہ فرانس شاہان انگلستان کو دغاباز کہا کرتے تھے انتہٰے ملتقطاً جگنا ہا کے اخبار خورشید عالم لاہور مطبوعہ ۲۷ دسمبر ۱۸۷۷ء جلد ۱ نمبر ۲۶ صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہے کہ جنگ حال میں ہم صرف شاہنشاہ روس ہی کو عہد شکن اور پیمان گسل نہیں کہہ سکتے بلکہ دیگر شاہان یورپ بھی بجز ٹرکی کے اپنے قول و قرار پر ثابت قدم نہیں ہے۔ اس جنگ میں شاہان یورپ کے قول و قرار کی قلعی کھل گئی گو بدقولی اور عہد شکنی ہر ایک بشر کے لئے بُری ہے مگر خصوصاً بادشاہوں کے لئے تو ازلبس معیوب ہے انتہٰے اور اودہ اخبار نولکشور مطبوعہ ۱۴ فروری ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۷۰ کالم ۱ میں ترجمہ لکھنؤ ٹائمز مطبوعہ ۱۰ فروری ۱۸۷۸ء لکھا ہے کہ آجکل تو عہدناموں پر کچھہ خیال نہیں ہوتا ہے انتہٰے۔ مطلع نور کانپور مطبوعہ ۱۶ فروری ۱۸۷۸ء نمبر ۶ جلد ۹ صفحہ ۷ کالم ۱ میں لکھا ہے کہ ہم تو ایسے عہدناموں پر اعتبار نہیں کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یورپ میں ایسے کاغذونکا اعتبار نہیں ہوتا ہے انتہٰے ا اودہ اخبار مطبوعہ ۷ فروری ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۲۵ کالم ۱ و ۲ میں ترجمہ اخبار ٹریبون مطبوعہ یکم فروری ۱۸۷۸ء لکھا ہے کہ جو کچھہ روسی اپنی مارنیں خیوہ میں کر رہے ہیں ویساہی ایک زمانہ میں سرکار برٹش نے ہندوستان میں کیا تھا جو ملکی منتظم ہوتے ہیں اُنکی باتوں پر کسی صورت سے اعتبار نکرنا چاہیئے کیونکہ جب پولیٹکل خیالات آجاتے ہیں تو ایمانداری نہیں رہتی ہے انتہٰے ا۔ اخبار کوہ نور لاہور لالہ ہرسکھہ رائے جلد ۲۰ نمبر ۲۹ مطبوعہ ۱۵

جولائی ۱۸۶۸ء صفحہ ۵۰۹ میں بحوالہ تاج الاخبار رامپور لکھا ہے کہ ہندو پیٹریٹ مطبوعہ ۲۹
مئی گذشتہ میں ارٹیکل اسٹیٹین انگریزی اخبار کا ترجمہ منقول ہے کہ بالفعل کا حال ہمکو معلوم
نہیں ہے مگر پانچ چھ برس پیشتر صرف پندرہ ہندوستانی آدمی سارے ہندوستان
میں ہزار روپیہ درماہہ سرکار سے پاتے تھے اور چار آدمی گیارہ سو روپیہ اور اس سے زائد
کے نوکر تھے اس حساب سے سارے ہندوستان کی باشندوں میں جو قریب بیس کروڑ
کے ہیں پانچ کروڑ میں ایک آدمی کو گیارہ سو روپیہ اور اس سے زائد درماہہ کی لیاقت
ارباب سلطنت نے تصور کی اور ایک کروڑ اسی لاکھ میں ایک آدمی کو ہزار روپیہ اور گیارہ سو
روپیہ مہینے کے لائق سمجھا اور غالباً ہزار انگریز سے کم نہیں کہ دو ہزار سے لیکر بیس ہزار روپیہ
درماہہ پاتے ہیں۔ سارے اہل ہند کو ہم لوگ یہی چاہتے ہیں کہ مزدور ہی بنے رہیں
اور لکڑی کاٹتے اور پانی بھرنیکا کام انسے لیں یہاں کے لوگوں کو مفلس کرکے
یہاں کی دولت سے اپنی قوم خاص کو غنی کرنا ابتک موقوف نہیں ہوا ہے انتہی اور
پادری صاحبوں کے اخبار شمس الاخبار لکھنؤ مطبوعہ ۱۳ جولائی ۱۸۶۸ء باہتمام پادری
کرلون صاحب نمبر ۲۸ جلد ۵ صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ ہندوستانی اور ہندوستانیوں کے لئے
اب وہ وقت ہے کہ جس سے زیادہ مصیبت کے ایام کبھی نہیں ہوئے ہاں بیشک سولزیشن
تو ہندوستان کے گھر گھر میں پھیل رہی ہے مگر نرے سولزیشن کو کیا کریں حبیب اللہ
قل ہو اللہ پڑھ رہی ہیں انتہی ۱- جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی اردو کتاب مطبوعہ ۱۸۶۱ء
کے صفحہ ۱۰۲ میں لکھتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ اگر بجائے اہل عرب اور ترک کے اہل یورپ
ممالک ایشیا کے مالک ہوتے تو وہ اسلام کو اسطرح نہ رہنے دیتے جسطرح مسلمانوں نے مذہب
عیسائی کو رہنے دیا ہے انتہی اور اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ جیت فیلڈ صاحب کا
(ہسٹاریکل ریویو صفحہ ۱۳۱) قول ہے کہ اگر اہل عرب اور ترک لوگ اور مسلمان قومیں عیسائیوں
سے اسی طرح پیش آتیں جیسے کہ اہل یورپ نے مسلمانوں سے سلوک کیا تو غالب ہے کہ مذہب
عیسائی مشرقی ملکوں سے بالکل نیست و نابود ہو جاتا انتہی۔ اور سولہویں صدی عیسوی میں
تمام ملک اسپین مسلمانوں کے وجود سے کمال سخت ظلم و ستم کے ساتھ خالی ہونا تو
کسی سے پوشیدہ نہیں ہے اب نصرانی علما کو اسکی شرم لگائی ہوگی کہ
نصاریٰ کے یہ سب صفات شہرہ آفاق ہو رہے ہیں یا کسی دوسری قوم کے

بوناپارٹ کا قول ہے کہ عہدنامہ مصالحت وقت کے لئے روک تھام کا دروازہ ہے اور در اصل
کچھ بھی نہیں جبتک کاغذ سفید تھا کام میں آسکتا تھا قلم پھرتے ہی ردی ہوگیا (وکٹوریا پیپر
سیالکوٹ مطبوعہ اٹھوارہ دوم مارچ ۱۸۸۲ع حصہ ۴ جلد ۳ نمبر ۲۸ صفحہ ۶ کالم ۱ باہتمام
منشی گیانچند) اور بمبئی کے اخبار ارمغان مطبوعہ ۱۰ - اپریل ۱۸۸۳ع نمبر ۳۲ جلد ۲ صفحہ ۲ کالم ۲
مطابق ۲ جمادی الثانی سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں لکھا ہے کہ دنیا میں اگر کوئی بھی ذی ایمان سے بیان
ہوگا اسکو کچھ بھی تو سچائی کا لحاظ ہوگا لیکن آجکل بعض ہمارے یورپین ہمعصر ونکو اس کا
بالکل لحاظ نہیں رہا وہ نہیں سمجھتے کہ ہم کل کیا کہہ آئے ہیں اور آج کیا کر رہے ہیں جنھوں
ہو تو اسقدر ہوا نتھے - انہیں باتوں کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ اودھ اخبار نولکشور ۲۹ مارچ ۱۸۸۴ع
نمبر ۷۵ جلد ۲۵ صفحہ ۹ سیول اینڈ ملیٹری گزٹ کا ترجمہ یہ لکھا ہے کہ ہندوستانی ہمارے
مقاصد کو جو برابر غلط سمجھتے ہیں تو انکو برٹش تعلقات ہند کی تاریخ معائنہ کرنا چاہئیے جب
ہم کوئی تبدیل بدل یا اصلاح کرتے ہیں تو رعایا یہی کہتی ہے کہ ان پر سبقت حاصل کرنے
کے لئے ہم کوئی چال چلتے ہیں انہیں متوہم خیالات سے پولٹیکل پیچیدگیاں لاحق ہوتی
ہیں سب سے بڑا اعظم یورپ میں لوگ کسی قوم کو ایسا ناپسند نہیں کرتے جیسا انگلش کو ناپسند
کرتے ہیں وہ کونسا انگلشمین ہے جسکے دل میں یہ افسوس نہوگا کہ ہماری حکومت ہند ساٹھ
ہزار برٹش سنگینوں پر منحصر ہے تو ہمکو کوشش کرنا چاہیئے کہ عمدہ دوستانہ برتاؤ کریں انتہی -

(صفحہ ایضا) **قولہ** پس صاف ظاہر ہے کہ انجیل پرانے عہدنامہ کی کتابوں کو باطل نہیں
بلکہ پورا کرتی اور تکمیل کو پہنچاتی ہے الخ **ج** پھر کس لئے انجیل میں لکھا ہے کہ اگلا حکم اس
لئے کہ کمزور اور بیفائدہ تھا اٹھ گیا (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) اگر یہی پورا کرنا ہے تو پھر منسوخ
کسے کہتے ہیں -

(صفحہ ایضا) **قولہ** یہ نہیں کہ ایسے پورے ہونیکے سبب پرانے عہد کی کتابیں باطل و منسوخ
ہوگئی ہوں ہرگز نہیں الخ **ج** استثنا ۱۴ باب ۸ و احبار ۱۱ باب ۲۷ میں خوک یعنی سور کو
حرام اور ناپاک لکھا ہے اور طیطس ۱ باب ۱۵ میں ہے کہ پاک آدمی کے لئے سب کچھ پاک ہے
اور ناپاکوں اور بے ایمانوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں بلکہ اسکا دل اور اسکی عقل ناپاک ہے
انتہی اب کیا منسوخ میں کچھ دم لگی ہوتی ہے اسکو تو منسوخ کہتے ہیں -

(صفحہ ۲۵) **قولہ** پرانے عہد کی کتابوں کا مطلب یہ تھا کہ بنی اسرائیل درست بننے والونکو

حکم و نصیحت اور نشانیوں سے سمجھاویں کہ آدمی کا احوال کسطرح بگڑا ہوا ہے اور وہ اپنے
خداوند کے سامنے کیسا گنہگار ہے اور نجات دینے والے کا محتاج ہونا انکو معلوم کریں اگر
انتظار اس شخص کی طرف جسکا وعدہ ہوا تھا پھیریں الخ ج یہی مطلب معتقدین قرآن بھی
حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں انجیل سے نکال سکتے ہیں اور وعدہ تو ایک
نبی موسیٰ کے مانند کا توریت میں ہوا تھا (استثنا ۱۸ باب ۱۵ و ۱۹) جو حضرت پیغمبر اسلام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت اسطرح ثابت ہوتی ہے جس سے کوئی منصف انکار نہیں کرسکتا ہے اور نہ
کوئی عیسائی - تو دیکھو نوید جاوید کے صفحہ ۲۰۵ - ۲۰۸ میں دیکھنا چاہیے کہ علاوہ مطابقت شرائع
وغیرہ قریب چالیس باتوں میں حضرت پیغمبر اسلام صلعم حضرت موسیٰ کی مانند تھے اور انہیں
صفحوں کتاب نوید جاوید سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو کسی ایک بات میں بھی حضرت
موسیٰ سے مشابہت نہ تھی اسکے بعد صحائف انبیا علیہم السلام میں پھر اسی خبر کی زیادہ تشریح مندرج
ہوئی دیکھو زبور و یسعیاہ ۱۱ باب ۱۱ - ۲۳ [illegible] اسی خبر کو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے
اپنی قوم کو یاد دلایا (دیکھو یوحنا ۱ باب ۱۹ - ۲۷) پھر اسی خبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بڑی تاکید
سے اپنے حواریوں کے ذہن نشین فرمایا (یوحنا ۱۴ باب ۱۶) چنانچہ نوید جاوید میں پیشگوئیوں
کے تذکرہ میں یہ سب کچھ بیان ہو چکا ہے -

(صفحہ ۷۶) قولہ اور وہ دعویٰ کہ گویا قرآن کے سبب انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں منسوخ
ہوگئیں ہیں سو ایسا دعوے دو وجہ سے باطل ہے اول وجہ یہ کہ نسخ مان لینے سے دو نقص
لازم آتے ہیں اولاً یہ کہ گویا خدا کا ارادہ یوں ٹھہرا تھا کہ توریت کو دیکر ایک اچھا اور فائدہ مند
کام کیسے پورا ہوگا پھر اسکے بعد اس سے بہتر زبور دی جب اس سے بھی مطلب نہ نکلا
تو اسکو بھی منسوخ کرکے انجیل دی جب اس سے بھی فائدہ نہوا آخر کو قرآن سے مطلب پورا
کیا الخ ج یہ قیاسات فقط پادریوں کی ہونگے مسلمانوں کو اس سے کچھ علاقہ نہیں ہے
کیونکہ انجیل ہی میں تو لکھا ہے کہ پرانا حکم اسلئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اٹھ گیا (عبرانیوں
۷ باب ۱۸) لیکن اگر پادری صاحب نسخ کو پورا ہونا سمجھتے ہیں تو جس سبب سے بقول پادری
صاحب انجیل کا تفاوت توریت سے جائز ہوا اسیطرح قرآن نے بھی توریت و زبور
و انجیل کو پورا کیا ہے -

(صفحہ ۷۷) قولہ دوسری وجہ اس دعوے کے بطلان کی کہ انجیل اور پرانے عہد کی کتابیں

قرآن کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہوگئیں یہ ہے کہ کلام الہی کی آیتوں میں صاف لکھا ہے
کہ توریت اور نئے عہد کی کتابیں ہرگز منسوخ نہ ہونگی بلکہ جب تک زمین آسمان برقرار ہیں انکو حکم ہی
جاری رہیگی جیسا کہ مسیح نے لوقا کی انجیل میں ۲۱ فصل کی ۳۳ آیت میں فرمایا ہے کہ آسمان
و زمین ٹلجائینگے پر میری باتیں کبھی نہ ٹلینگی الخ ج متی ۱۰ باب ۵ میں حضرت عیسیٰ نے حواریوں
سے فرمایا کہ سامریوں کی بستی میں نہ جانا اور یوحنا ۴ باب میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ مع
حواریوں کے سامریوں کی بستی میں گئے اور دو روز وہاں مہمان رہے اور (دیکھو اعمال باب ۸)
پھر ایک جگہ حضرت عیسیٰ نے حضرات حواریوں سے فرمایا کہ کچھ اسباب سفر ساتھ نہ لو (لوقا ۹ باب ۳ و
۱۰ باب ۴) اور دوسری جگہ فرمایا کہ اسباب سفر ساتھ لو (لوقا ۲۲ باب ۳۵ - ۳۸) اور پولوس
اور یعقوب کے الہام میں جو اختلاف ہے وہ تو سب جانتے ہیں کہ ایک کو منت میں نجات
حاصل ہونے پر اصرار ہے اور دوسرے کو اعمال سے نجات حاصل ہونے پر اصرار ہے (دیکھو
گلتیوں کا ۵ باب ۴ یعقوب ۲ باب ۲۰) اور یوحنا ۷ باب ۳۴ میں حضرت عیسیٰ نے فرمایا
کہ تم مجھے ڈھونڈھوگے اور نہ پاؤگے اور جہاں میں ہوں تم نہ آسکوگے اور مکاشفات ۳ باب ۲۰
میں ہے دیکھ میں دروازہ پر کھڑا کھٹکھٹاتا ہوں اگر کوئی میری آواز سنے اور دروازہ کھولے
میں اُس پاس اندر آؤنگا اور اُسکے ساتھ کھاؤنگا اور وہ میرے ساتھ کھائیگا انتہیٰ
اب کہو ان باتوں میں سے کوئی بات ٹلی یا نہیں -

(صفحہ ایضاً) قولہ پھر متی کی ۵ فصل کی ۱۸ آیت میں فرمایا ہے کہ میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ
جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جاوے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک
سب کچھ پورا نہو الخ ج لیکن اسکے بعد کی ۱۹ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں توریت
کے احکام شریعت مراد ہیں چنانچہ وہ حکم جو لوحوں پر لکھے تھے اور دستور قربانی اور ختنہ
وغیرہ پس جو کوئی ان حکموں میں سے سب سے چھوٹے کو ٹالدے اور ویسا ہی لوگوں کو سکھلاوے
تو آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائیگا (متی ۵ باب ۱۹) مگر نصاری تو ان
میں سے ایک حکم بلکہ پہلی حکم پر (مرقس ۱۲ باب ۲۹) بھی عمل نہیں کرتے باوجود اس کے
عدم وقوع نسخ کا دعوے ہے -

(صفحہ ۲۸) قولہ تیسری فصل - قرآن اور اسکے معتقد دعوے کرتے ہیں کہ مسیحیوں اور
یہودیوں نے اپنی مقدس کتابیں تحریف کیں الخ ج بیشک بلکہ پادری فانڈر بھی دیکھو

اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۴ء صفحہ ۵۵ - ۵۸

(صفحہ ۲۹) **قولہ** وے ان چار سوالوں کے جواب دیتے ہیں کہ آیا پرانے اور نئے عہد کی کتابیں کس وقت میں اور کن لوگوں کی معرفت اور کیونکر تحریف ہوئیں اور پہیری بدلے لفظ کون سے ہیں اب تک مسیحیوں کے قرضدار رہتے ہیں الخ ج کس وقت میں پادری فانڈر کو معلوم ہوگا جنہوں نے خود اختتام دینی مباحثہ میں بہت سے مقامات محرف گنوا دئے ہیں اور کتاب رقیمۃ الوداد فی روبکار نامہ مطبوعہ ۱۸۴۷ء کے صفحہ ۲۹ - ۴۰ میں جہاں انہیں سوالوں کا جواب مرقوم ہے تحریف کے وقت بھی بتلا دئے گئے ہیں وہاں دیکھنا چاہیے اور کن لوگوں کی معرفت یہ بھی پادری فانڈر کو معلوم ہوگا اور رقیمۃ الوداد کے مذکورہ صفحوں میں دیکھ لو اور کیونکر تحریف ہوئی یہ بھی پادری فانڈر کو معلوم ہوگا اور پہیرے بدلے لفظ کونسے ہیں پادری فانڈر کے اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۵۵ - ۵۸ میں انکی فہرست مرقوم ہے اور پادری عماد الدین کے تحقیق الایمان مطبوعہ لاہور ۱۸۶۶ء صفحہ ۱۴ - ۱۶ اور ہدایۃ المسلمین مطبوعہ لاہور ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۰۱ - ۱۰۴ میں بھی وہی فہرست آیات محرفہ اناجیل موجود ہے اور سب سے زیادہ کتاب نوید جاوید میں مشرح کیفیت تحریف ملاحظہ ہوسکتی ہے اور مختصر یہ ہے کہ تیس ہزار بلکہ ڈیڑہ لاکھ مقامات محرفہ کا خود پادری فانڈر کو اختتام دینی مباحثہ میں اقرار ہے۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** مسیحی لوگ بطریق اولٰے کہہ سکتے ہیں کہ قرآن نے تحریف پائی ہے اور یہ قرآن جو اب محمدیوں میں مروج ہے اصل قرآن نہیں ہے کیونکہ پہلے تو اسے ابوبکرؓ نے اکٹھا اور پھر مرتب کیا پھر عثمانؓ نے دوبارہ ملاحظہ کر کے اصلاح دی ہے حالانکہ شیعے لوگ ان اشخاص کو کافر اور بے دین جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے کئی صورتوں کو جو علیؓ کی شان میں تہیں قرآن سے نکال ڈالا الخ ج شیعہ لوگ اگر جامعین قرآن کو کافر و بیدین جانتے ہیں یہ شیعوں کا قول انپر حجت نہیں ہو سکتا ہے مگر یہ بات کہ شیعوں پر پادری صاحب کیطرف سے یہ صریح تہمت اور بہتان ہے خود شیعوں کے بیان پر منحصر ہے اور شیعوں کے معتبر علما کا اقرار در باب صحت قرآن بکثرت انکی معتبر کتابوں میں موجود ہے چنانچہ حدیقہ سلطانی میں اقلاً عن مجمع البیان فی التفسیر انا له لحافظون مرقوم ہے والزیادة فی القرآن باطل بها جمع علیه واما النقصان

رواہ قوم من اصحابنا وبعض الحشویۃ من العامۃ والاصح خلافہ کما نص
بہ سید المرتضیٰ اور جامع المسائل مجتہد لکھنؤ جلد ۲ صفحہ ۴۹ مشمولہ اخبار الاخبار علام حسین
میں باہتمام محمد علی مالک مطبع اخبار الاخبار مطبوع ہوچکا ہے کہ نمبر ۱۱۳ سوال [illegible]
آنجناب بیرون کردن بعضے از خلفائے ثلاثہ بعض آیہ یا بعض سورہ را از قرآن یا سوختن آنرا
از ایشاں ثابت ست یا نہ - جواب - اخراج بعض سورہ بعض آیات ثابت نیست و احراق عثمان
قرآن شریف را در کتب فریقین مسطور ست اور ہمارے نزدیک تو شیعوں کا عقیدہ بہ نسبت حضرات
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملا فتح اللہ شیرازی نے آیہ رحماء بینہم کو
صحابہ کے حق میں لکھا ہے اور خلاصۃ المنہج میں لکھا ہے کہ بدریوں کو خدا نے مغفرت کا
وعدہ دیا ہے اور انکو یہ خطاب فرمایا کہ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم اور شامل ہیں کہ
شیخین جنگ بدر میں شریک تھے چنانچہ منہج الصادقین میں اس آیہ کی تفسیر میں کہا ہے
وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ آنحضرت فرمود کہ اے ابوبکر قول تو
قول ابراہیم است و اے عمر قول تو قول نوح ست اور خلاصۃ المنہج میں اس آیہ من یطع اللہ
و رسولہ کا مرقوم ہے کہ آنحضرت صلعم فرمود کہ شما بہترین اہل زمین اند [illegible]
مرویست کہ بدوزخ نرود یکس از مومناں کہ در زیر شجرہ بیعت کرد و ایں بیعت را بیعت
رضوان نام نہادند بجہت آنکہ حق تعالیٰ در حق ایشاں [illegible] رضی اللہ عنہ فرمود [illegible]
عادلان بھی شیعوں کی کتابوں میں موجود ہے نعم الصدیق نعم الصدیق [illegible]
اور بسند صحیح امام محمد باقر سے بحوالہ قول آبا و اجداد خود منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت
علی سے پوچھا کہ شیخین (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) کے باب میں آپ کیا فرماتے ہیں
آپ نے فرمایا کہ میں انکو دوست رکھتا ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ ایک گروہ کا گمان
ہے کہ یہ آپکی باتیں از راہ تقیہ ہوتی ہیں حضرت علی نے جواب دیا کہ خوف زندوں سے چاہیئے
نہ کہ مردوں سے یہ کہکر ہشام بن عبد الملک بن مروان خلیفہ وقت کی مذمت شروع کی
پھر فرمایا کہ اگر میں خوف کرتا تو ہشام بادشاہ سے ڈرتا کہ وہ دشمن اہلبیت اور قاتل سادات
تھے جبکہ میں ہشام تک کو بیجا تشنیع کرتا ہوں تو شیخین اور انکے معتقدین سے تقیہ و
خوف کیا معنے - اور میر باقر داماد کتاب نبراس الضیاء میں مطلق تقیہ کو معصوم پر
حرام بتلاتے ہیں -

(صفحہ ایضا) قولہ درفانی کی کتاب دبستان میں یوں مسطور ہے کہ کہتے ہیں کہ عثمان نے قرآن کو جلاکر بعض سورتیں جو علیؓ اور اسکی اولاد کی شان میں تہیں نکال ڈالیں الخ ج آپ ہی فانی کا اقرار یوں فرماتے ہیں کہ کہتے ہیں یعنی فانی خود اقرار کرتا ہے کہ کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے قرآن کو جلاکر الخ اس سے ثابت ہے کہ فانی کو اسکی کچہہ تحقیق نہیں ہے بلکہ کسیکو ایسا کہتے اسنے دیکھا ہوگا پس اسکا کیا اعتبار ہے شاید وہ کہنے والا دیوانہ ہوگا علاوہ اسکے فانی خود مسلمان نہ تہا جو اُسنے مسلمانوں کی کتابوں سے واقفیت ہوتی اسلئے جو کچہہ کسیکو کہتے سُنا اُسنے اپنی کتاب میں لکھدیا اور اُسے کچہہ تحقیق نکیا تیسرے یہ کہ ایسی مذہبی بڑی باتوں میں فانی کی کتاب سے سند نہیں پیش کرنی چاہیئے ایسے امور میں خود فانی کے قول کا کیا اعتبار ہے۔

(صفحہ ایضا) قولہ کتاب عین الحیوۃ کے ۲۰۸ ورق ۲ صفحہ میں ایک حدیث مرقوم ہے کہ امام جعفر نے فرمایا کہ سورہ احزاب میں قریش کے اکثر مرد و عورت کی برائیاں تہیں اور وہ سورت سورہ بقر سے بڑی تہی لیکن کم کیگئی الخ ج امام جعفر صادق علیہ السلام مجہہ سے اور آپسے زیادہ قرآنکی آیہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ سے واقف تہے اور وہ سب علماء شیعہ مذکورہ بالا جو قرآن میں کسیطرح کی کمی و بیشی کا یقین نہیں کرتے کتاب عین الحیوۃ کو آپ سے بیشتر اور بیشتر ملاحظہ کر چکے ہیں پس باوجود ملاحظہ عین الحیوۃ اُنکی معلومات نسبت صحت و سلامت آیات قرآنی آپکی عین التصحیفات خوانی سے زیادہ معتبر ہے

(صفحہ ۳۰) قولہ مشکات المصابیح میں جو اہلسنت کی معتبر اور مشہور کتاب ہے کتاب فضائل القرآن کی پہلی فصل میں لکہا ہے عن عمر بن الخطاب قال سمعت هشام بن حكيم بن حزام يقرء سورة الفرقان على غير ما اقرؤها وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرانيها فكدت ان اعجل عليه ثم امهلته حتى انصرف ثم لببته بردائه فجئت به رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يارسول الله اني سمعت هذا يقرء سورة الفرقان على غير ما اقرأتنيها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ارسله اقرأ القراءة التي سمعته يقرأ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هكذا انزلت ثم قال لي اقرأ فقرأت فقال هكذا انزلت ان هذا القران انزل على سبعة احرف فاقرؤا ما تيسر منه متفق عليه واللفظ المسلم الخ ج اس کا

جواب تو حدیث ہی میں موجود ہے کہ ان ہذا القرآن انزل علی سبعۃ احرف فاقرؤا ما تیسر منہ الخ پس جب حضرت رسول اللہ صلعم نے خود ایسا فرما دیا تو تحریف کو اس سے کیا علاقہ پادری صاحب کی عقل اس وقت کہاں گئی تھی جب تحریف ثابت کرنیکے واسطے اس حدیث کو نقل کیا بعضے اشعار چند بحروں میں پڑھے جاتے ہیں پھر اگر کوئی انہیں دوسری بحروں میں پڑھنے کو تحریف کہے تو کیا دیوانہ نہ سمجھا جائیگا۔

(صفحہ ۱۴۱) یہاں پادری صاحب نے مشکوۃ کی تیسری فصل سے ایک اور حدیث صحیح بخاری کی نقل کی ہے جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے قرآن جمع ہونیکا ذکر ہے۔

(صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳) ان صفحوں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت میں قرآن جمع ہونیکا ذکر ہے اور ان حدیثوں سے پادری صاحب نے جو اپنا مطلب سمجھا ہے وہ آئیندہ مذکور ہے۔

(صفحہ ۱۴۴) **قولہ** اب مشکوۃ کی ان حدیثوں سے کئی ایک باتیں ثابت ہوتی ہیں پہلے یہ کہ خود محمد کے وقت میں ایک شخص نے ایک آیت کو ایسا اور دوسرے نے اسی آیت کو ویسا پڑھا تھا دوسرے یہ کہ قرآن محمد کے وقت میں ایک جلد میں جمع نہیں ہوا تھا بلکہ ابوبکر نے آیات کو جمع کرنیکا حکم دیا اگرچہ محمد سے اس کام کے واسطے اسکو حکم نہیں ملا تھا بلکہ صرف مصلحت کی راہ سے کیا تاکہ مبادا آیات گم ہو جائیں تیسرے یہ کہ عثمان نے خلافت کے تخت پر بیٹھکر جب دیکھا کہ لوگ پھر بھی قرآن کے پڑھنے میں فرق کرتے ہیں اور ڈرا کہ قرآن میں آگے اور زیادہ خرابیاں ہوں۔ تو زید وغیرہ کو حکم دیا کہ قرآن کو دوبارہ صحیح کریں اور سب آیات قریش کی زبان میں لکھیں چنانچہ اُسنے سب اگلے نسخے جمع کرکے جلا دئے اور اُس نئے نسخے سے اور نسخے لکھوا کر سب جگہہ بھیجدئے اور اسطرح اسکو مشہور کیا اب ہم پوچھتے ہیں کہ عثمان نے کس واسطے اگلے سب نسخوں کو جلا دیا اگر وہ نیا نسخہ جو اُسنے مشہور کیا اور اب مستعمل ہے اگلے نسخوں سے مضمون اور الفاظ میں بعینہ برابر اور موافق تہا اور اُسنے صرف آیات اور سورتوں ہی کی ترتیب اور ترکیب اور طور پر کی تھی تو کیا سبب تہا کہ اُنکو جلا دیا بلکہ لازم تہا کہ اگر سب کو نہیں تو بعض کو تو ضرور ہے رکھہ چھوڑتا تا اگر کوئی کہے کہ تمنے قرآن کو تغیر دیا اور بدل ڈالا تو اُن اگلے نسخوں کو اُسکے سامنے رکھے اور کہے کہ لو یہ اگلے نسخے ہیں دیکھو اور مقابلہ کرو تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ یہ قرآن مضمون اور الفاظ میں اگلے نسخوں سے موافق اور مطابق ہے لیکن اس بات سے کہ عثمان نے ایسا نہیں کیا بلکہ سب اگلے نسخوں

کو جلا دیا تو کچھہ اور گمان نہیں ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخوں میں ہر ایک اور طرح کا تھا یا یہ کہ جیسا شیعہ
کہتے ہیں کہ اُسنے قرآن کو قصدًا کم کیا اور بعض آیات میں تغیر و تبدل کی ہے اور اُس نسخہ کو جو
حفصہ کے پاس تہا اور عثمان نے اُنکو پھیر دیا اُسکی خبر کسیکو پھر نہ ملی اور کسی نے اُسکو
پھر نہ دیکھا شاید عثمان لینے من بعدہ اُسکے جلا دینے کا حکم دیا ہوگا اگر کسی محمدی کے پاس ہو
تو اُسے ظاہر کرے الخ ج پہلی وجہہ کا جواب صفحہ ۲۰ کے جواب میں ہوچکا کہ کسی آیت کو
ایسا ویسا پڑہنا تحریف کی بحث سے بیعلاقہ ہے اور دوسری وجہہ کا جواب یہ ہے کہ قرآن
مجید اگرچہ حضرت رسول صلعم کے وقت میں ایک جلد میں جمع نہوا تہا اور جمع کرنے کے واسطے
حضرت نے حکم بھی ندیا تہا مگر حضرت ابوبکرؓ نے اُسے جمع کیا اسمیں بھی کچھہ تحریف کا ثبوت
نہیں ہے بلکہ پادری صاحب خود اُسکے جمع ہونیکی وجہہ یہ لکھتے ہیں کہ تاکہ مبادا آیات کم ہوجاتیں
پس یہ تو قرآن کی اور زیادہ حفاظت کا سامان ہوا اس سے تحریف کو کیا علاقہ اور بیحکم
حضرت رسول اللہ کے قرآن جمع ہونیکو تحریف ہونا نہیں کہتے ہیں لیکن بقول علماء نصاریٰ کے
انجیلوں کو حضرت عیسیٰ نے لکھنے کا بھی حکم ندیا تہا چنانچہ روس انجیل روس کا ہورلک چہاپہ
عیسٰنہ ۱۸۴۶ء کے شروع میں لکھا ہے کہ مسیح کے سب کام نہیں لکھے گئے (یوحنا ۲۱ باب ۲۵)
اُسنے آپ کچھہ نہیں لکھا اور رسولوں کو حکم نہیں دیا کہ انجیل لکھیں مگر یہ کہ اُسے سنائیں
(رومیوں کا ۱۰ باب ۱۷) انتہے پس جب حضرت عیسیٰ کے چند سال بعد عروج انجیلوں کا لکھا
جانا اور اُسکے چند صد سال بعد اُنکا جمع ہونا جائز ہوا تو قرآن کا بے حکم حضرت رسول اللہ
صلعم کے جمع ہونا کیونکر ناجائز ہوسکتا ہے اسکے سوا حضرت رسول اللہ صلعم نے قرآن جمع کرنیکو
منع بھی نہیں فرمایا تہا مگر حضرت عیسیٰ نے تو بقول علماء نصاریٰ فقط انجیل سنانیکا حکم دیا
تہا تب بھی انجیلیں لکھی اور جمع کی گئیں اور تیسری وجہ میں آپ حضرت عثمان کی نسبت لکھتے
ہیں کہ ڈراکہ قرآن میں آگے اور زیادہ خرابیاں نہوں پس اس سے پیشتر اگر آپ نے
کوئی خرابی قرآن میں ثابت کی ہوتی تو یہ لکھنا جائز ہوتا کہ ڈراکہ قرآن میں آگے اور زیادہ
خرابیاں نہوں لیکن جب پیشتر کسی خرابی کا مذکور نہوا تو آگے اور زیادہ خرابیاں لکھنا
پادری صاحب کی خرابی عقل کا نشان ہے حالانکہ پادری صاحب نے یہ فقرہ اُس ٹکڑہ
حدیث بخاری کے خلاصہ میں لکھا ہے کہ فقال حذیفة لعثمان یا امیر المومنین
ادرک هذه الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصارے۔

یعنی حذیفہ نے عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امت کی خبر لیجئے پیشتر اس سے کہ
وہ کتاب میں اختلاف کریں جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اختلاف کیا ہے یعنی یہود و نصاریٰ
نے توریت و انجیل میں خرابیاں ڈالیں پس توریت و انجیل میں خرابیوں کو بھی پادری صاحب
قران میں خرابی سمجھے تب لکھا کہ قران میں آگے اور زیادہ خرابیاں تھوں۔ واہ اسی
چالاکی کے بھروسہ پر قران میں تحریف ثابت کرنے بیٹھے تھے حالانکہ خدا نے توریت و
انجیل کی حفاظت یہود و نصاریٰ کے ذمہ کر دی تھی چنانچہ فرمایا بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ
اللّٰهِ ط (مائدہ ع ۷) (استثنا ۳۱ باب ۲۴-۲۶) لیکن جب وہ کتابیں اپنی اصلی حالت پر
نہ رہیں یعنی خرابیاں انمیں واقع ہوئیں تو قران مجید کی حفاظت خدا نے اپنے ذمہ لی چنانچہ
فرمایا وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ پس قران مجید میں خرابی واقع ہونا ممکن نہیں ہے چہ جائے
آنکہ زیادہ خرابیاں۔ تیسری وجہ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ کیا سبب تھا کہ انکو
جلا دیا بلکہ لازم تھا کہ اگر سبکو نہیں تو بعض کو تو ضرور ہی رکھہ چھوڑتا لیکن جس سبب سے
بعض نے سوا سب نسخوں کو جلا دینا پادری صاحب روا رکھتے ہیں کیا وہی سبب بعض کو
جلا دینے کے واسطے بھی لاحق نہ تھا یعنی سب نسخوں کو جلا دینا رفع اختلاف کے واسطے
جب لازم ہوا تو بعض کو باقی رکھنے سے کیا پھر وہی اختلاف برپا نہیں ہو سکتا تھا پھر اگر
پادری صاحب اسی امر کو ضروری جانتے ہیں کہ کوئی قدیم نسخہ باقی رکھا جاتا تو پادری صاحب
آپ ہی تو اقرار کرتے ہیں کہ اصل نسخہ تو جو حفصہ کے پاس تھا عثمان نے اسکو پھیر دیا
پس یہ نسخہ تو پادری صاحب کے اقرار کے بموجب باقی رکھا گیا تھا لیکن باوجود شہرہ تحریف
اناجیل کوئی النسخہ متی یا مرقس وغیرہ کے عہد کا لکھا ہوا پادری نے بھی اپنے پاس رکھہ
چھوڑا ہے یا نہیں اب وہ سارا اعتراض پادری صاحب کا کہاں گیا کہ کچھ اور گمان نہیں
ہوتا مگر یہی کہ اگلے نسخوں میں سے ہر ایک اور طرح کا تھا یا یہ کہ جیسا شیعے کہتے ہیں کہ اس نے
قران کو قصداً گم کیا اب یہ گمان پادری صاحب کا بیوقوفی ہو گیا یا نہیں پھر پادری صاحب
فرماتے ہیں کہ شاید عثمانؓ نے من بعدہ اسکے جلا دینے کا بھی حکم دیا ہوگا یہ دوسری
بیوقوفی پادری صاحب کی ظاہر فرماتے ہیں مشایک آپکو مناظرہ میں مطلق دخل نہیں ہے
کیا ایسے بڑے اعتراضوں کے مقام میں شاید بھی کوئی دلیل ہو سکتا ہے اور پھر یہ کہ
حکم دیا ہوگا واہ یہ دیا ہوگا بھی کیا قطعی دلیل آپ نے فرمائی کہ اس نسخہ کا جلانا بھی بطور

اطور پر ثابت ہی کر دیا اگر آپکو یہ نہیں معلوم تہا کہ وہ نسخہ جلایا گیا تو آپکی نسبت ایسا غلط گمان کرنا ہی کیا
ضرور تہا غرض اُس نسخہ کا پہیر دینا تو آپکے اقرار سے ثابت ہے اور اُسکا جلایا جانا ہی آپ ہی کے
اقرار سے ثابت ہے اب میں کہتا ہوں کہ وہ نسخہ بہت دراز تک کہار رہا یہانتک کہ جب قرآن تمام
دنیا میں اچہی طرح شائع ہوگیا پہر اُس نسخہ کے حفاظت کی ضرورت نرہی قطع نظر اسکے اُس نسخہ
کی پہیا باقی رہنے کی کچہہ ضرورت نہتی کیونکہ ایک ہی شخص کے اہتمام سے قرآن مرتب نہوا تہا
جسپر کسی زمانہ میں اعتراض کا خطرہ ہو بلکہ تمام قوم کی صلاح و تجویز سے یہ کام ہوا تہا پہر
اعتراض کرنے والا کون تہا جس کی طمانیت ملحوظ ہوتی انریبل ولیم میور صاحب لفٹنٹ
گورنر ممالک مغربی و شمالی جو پادری فانڈر سے معلومات مذہبی میں بہت زیادہ تہے اور پرانسٹنٹ
مذہب کے بڑے عالم تہے اپنی کتاب لیف آف محمد مطبوعہ لندن ۱۸۶۱ع جلد اول صفحہ
۲۷ میں لکہتے ہیں کہ نہایت قوی گمان پر ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہر ایک فقرہ قرآن کا صحیح اور
بلا تبدیل محمد صلعم کا کہا ہوا ہے اور اُسکے نیچے ہیں جیسا کہ وان ہیمر نے کہا ہے ہم کہتے ہیں کہ
قرآن کو ہم بالیقین ایسا ہی محمد صلعم کا کلام سمجہتے ہیں جیسا کہ مسلمان اسکو کلام الہی سمجہتے ہیں
انتہی اور اڈورڈ گبون صاحب مورخ رومی اپنی کتاب کی جلد ۲ باب ۵۰ میں لکہتے ہیں کہ
قرآن کی بہت سی نقلوں سے وہی اعجاز کا سا ناصر یگانگت اور عدم قابلیت تحریف کا
متن ثابت ہوتا ہے انتہی پہر انریبل ولیم میور صاحب اپنی کتاب کی جلد اول صفحہ ۵ اُسکے
حاشیہ میں لکہتے ہیں کہ مسلمانوں کا ہی خاص کتاب کا ہماری کتب مقدسہ کے اختلاف
عبارت سے مقابلہ کرنا ایسی چیزوں کا باہم مقابلہ کرنا ہے جنکے حالات اور اصلی امور میں
کچہہ بہی مناسبت نہیں ہے انتہی پرانسٹنٹ پادری عماد الدین نے جس نے اپنی تصنیفات میں
اسلام کی مذمت اور توہین میں کوئی مخالفت باقی نہیں رکہی اپنی کتاب ہدایت المسلمین مطبوعہ
۱۸۶۹ع صفحہ ۷ میں لکہا ہے کہ طرح طرح کی شرارتیں اور قسم قسم کے مضامین جو محمد صاحب کو
معلوم ہی نہ تہے ان مولویوں نے مذہبی کتابوں میں لکہکر دین محمدی کی شکل کچہہ کی کچہہ بنا دی
ہے لیکن پر ہی قرآن آجتک وہی قرآن ہے جو محمد صاحب کے عہد میں تہا انتہی ا۔

(صفحہ ۳۵) قولہ سورہ انبیا میں لکہا ہے کہ وَمَآ اَرْسَلْنَاکَ قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیٓ اِلَیْہِمْ
فَاسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے ہم نے تجہہ سے پہلے کسیکو نہیں بہیجا
مگر اُن آدمیوں کو جن سے اپنے ارادے بیان کئے پس اہل ذکر یعنے اہل کتاب سے

پوچھو اگر تم اُسے نہیں جانتے اور پھر سورہ یونس میں لکھا ہے کہ فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ مِمَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ فَسْئَلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکَ یعنے اگر تو اُن چیزوں کے حق میں جو بھیجے تیرے لئے نازل کیں شک رکھتا ہے تو ان لوگوں سے پوچھہ جنھوں نے تجھہ سے پہلے کتاب کو پڑھا ہے پس قران کے ان مقاموں سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد کے زمانہ تک اہل کتاب کی مقدس کتابیں تحریف نہیں ہوئی تھیں الخ ج پہلی آیت میں کفار کے اُس باطل گمان کا رد ہے جو سمجھتے تھے کہ پیغمبر فرشتے ہوتے ہونگے پس باوجود تحریف کتاب بھی اہل کتاب اس سے ناواقف نہ تھے اُن سے پوچھہ لینے کا حکم ہوا اور بسبب ناواقفیت عبارت قرانی پادری صاحب نے ارسلنا کے بعد کے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے اور دوسری آیت میں جو سورہ یونس سے نقل کی یہ شبہہ رفع کیا گیا ہے جو سمجھتے تھے کہ الہام کا طرز کلام انسانی محاورہ سے کچھہ اور طرز کا ہوتا ہوگا اور جو اخبار موت و قیامت وغیرہ قران میں درج ہیں اسکے خلاف الہامی کلام میں کچھہ اور ہی باتیں ہوتی ہونگی پس نہیں حکم ہوا کہ اہل کتاب سے پوچھہ لو کہ اگلی کتابیں بھی سب اسی قسم کی ہوتی تھیں کیونکہ یہود و نصاری اگرچہ انکی کتابیں محرف ہوگئیں مگر ان باتوں سے بخوبی واقف تھے۔

(صفحہ ۱۳۵) **قولہ** سورہ بقر میں لکھا ہے یا بنی اسرائیل لا تلبسوا الحق بالباطل ولا تکتموا الحق وانتم تعلمون یعنے اے بنی اسرائیل سچ کو جھوٹھہ نہ کرو اور سچ کو نہ چھپاؤ جس حال میں کہ اُسے جانتے ہو اور اسی سورہ کی دوسری جگہہ میں لکھا ہے اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَہٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْہُ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنے کیا چاہتے ہو کہ وے لوگ یعنے یہودی تم پر یقین لاویں اور حالانکہ اُنھیں سے ایک فرقے نے خدا کے کلام کو سُنا بعد اُسکے تحریف کی اور یہ بھی سمجھنے اور جاننے کے بعد کیا ہی الی و ج آیتوں میں تحریف بلا تعین وقت ایک عام معنی سے بیان ہوئی ہے الخ ج سورہ بقر کے اس رکوع میں بھی لفظ یا بنی اسرائیل نہیں ہے افسوس کہ پادری صاحب نے قران کو بھی انجیل سمجھہ لیا ہے کہ جہاں چاہیں تحریف کر دیں۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** سورہ بینہ میں لکھا ہے کہ لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتے تاتیھم البینۃ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتھم البینۃ یعنے اہل کتاب اور

مشرکوں نے حق سے منہ پھیرا جب تک کہ روشن دلیل یعنے قرآن اور پیغمبر یعنے محمد خدا کی طرف
سے اُن پاس نہ آئے کہ وے مقدس کتابوں کو ضمن مضبوط حکم آئے ہیں اُن سے بیان
کریں اور اُن لوگوں نے جنکو کتاب ملی تھی جدائی نہ کی مگر اُسکے بعد کہ اُنہیں روشن دلیل پہنچی
پس اگر ہم بالفرض مان لیں کہ قرآن کا یہ دعوے سچا ہے تو اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ
یہودی اور مسیحیوں نے اپنی مروج کتابوں کو محمد کے ظاہر ہونے اور تعلیم کے شروع کرنے
کے بعد تحریف کیا ہے نہ پہلے الخ ج اس آیت سے اتنا ظاہر ہے کہ نبی موعود کے منتظر تھے
مگر اُسکے آنے کے بعد منکر ہو گئے یہاں کچھہ تحریف کا ذکر نہیں ہے۔

(صفحہ ۳۷) **قولہ** مصنف کتاب استفسار نے یہی آیت مذکورہ کا مضمون ۴۴ صفحہ میں
اسطرح بیان کیا ہے کہ نبی سابق الانتظار کے اعتقاد رکہنے سے جدا یا اُسکے اعتقاد رکھنے
میں مختلف و متفرق نہیں ہوئے مگر جب کہ یہ نبی آیا ان معنوں کی راہ سے البتہ یہ کہا جا سکتا
ہے کہ نبی آخر الزمان کی بشارتوں میں اُسکے ظہور کے زمانہ تک کچھہ تحریف و تبدیل نہیں واقع
ہوئی ورنہ وے اُسکے منتظر نہوتے اسطرح پر کہ جب وہ آویگا تو ہم مانینگے اور اسپر ایمان لاوینگے
سو اسکا جواب یہ ہے کہ اس استدلال سے در صورتیکہ صحیح اور درست کہا جائے اتنا ہی ثابت ہوا
کہ صرف نبی کے لئے جو بشارتیں تہیں اُن میں تحریف و تبدیل نہیں واقع ہوئی مگر بعد ظہور اُس
نبی کی یہ کہ بیبل بہر میں اور کہیں کسی طرح کی خرابی نہیں ڈالی گئی اما بعد ظہور اُس نبی کے تم کلام
اب ہم کہتے ہیں کہ مصنف استفسار کی یہ تقریر عین ہمارا مطلب ہے کیونکہ درحالیکہ اُن آیتوں میں
جنہیں محمدی بشارتیں کہتے ہیں تحریف و تبدیل واقع نہوئی تو اور آیات میں کس لیے ہوئی الخ ج
اول یوحنا ۵ باب ۷ و ۸ میں یہ عبارت زیادہ کی گئی کہ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ
اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں انتہے تا کہ تثلیث کو ثابت کریں اور اس تحریف
کا اقرار معہ اور سولہ سترہ آیات محرفہ کے خود پادری فانڈر کی کتاب اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ
اکبرآباد ۱۸۵۵ع کے صفحہ ۵۵ - ۵۸ میں موجود ہے اور انریبل ولیم میور صاحب کی اردو تواریخ
کلیسیا مطبوعہ ۱۸۶۸ع صفحہ ۱۰۵ میں دوسری صدی عیسوی کا حال اسطرح لکھا ہے کہ اسطرح
کے دغا و فریب اکثر کسی نئے مسئلہ کو قدیم ثابت کرنیکے لیے خواہ تادیب میں کوئی تازہ بات ایجاد
کرنیکے لیے خواہ کسی سست اندازی کا اختیار حاصل کرنیکے لیے کام میں آتے تھے اور اس مکر و مکر
عام پسند قاعدہ کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ واجب لاتے تھے۔

(صفحہ ۳۸) قولہ مسلمانوں کی عملداری کی ہر ایک ملک میں جسمیں مسیحی اور یہودی رہتے ہیں بہت سا ظلم اور بُرا ہی عذاب مسلمانوں سے اُٹھایا اور اُٹھاتے ہیں الخ رج پھر تم میں پادری کے اس جھوٹھ پر سیر الاسلام مطبوعہ ۱۸۴۵ء باب ۲ صفحہ ۴۷ میں لکھا ہے کہ اہل اسلام نے ۷۱۲ء میں ہسپین کو فتح کرکے شہر اسپین کے باشندوں کو اجازت دی کہ وے اپنے قوانین اور مذہب پر قایم رہیں انتہٰے اور اسیطرح لب التواریخ مولفہ ماسٹر سکندر فریزر ٹیٹلر مطبوعہ ۱۸۲۹ء جلد ۲ صفحہ ۴۲ میں بھی ہے مگر سولہویں صدی عیسوی میں تمام ملک اسپین کے مسلمانوں کو نصاریٰ نے اس بُری حالت سے نکالا اور قتل کیا اور سب کا مال و اسباب چھینا کہ تمام دنیا کی قومیں یہ سخت ظلم دیکھکر تھرا گئیں اور تمام جہان نے معلوم کرلیا کہ نصاریٰ کے برابر کوئی قوم دنیا میں ظالم اور ناراز نہیں ہے اور دنیا کے شروع سے یہ ظلم کسی قوم پر ہوا تھا کہ اُس تمام وسیع ملک میں کسی مسلمان کی قبر تک باقی نہ رہی جان ڈیون پورٹ صاحب نے اپنی انگریزی کتاب مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء صفحہ ۹۰ و ۹۹ و اردو کتاب مطبوعہ ۱۸۷۳ء صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ میں لکھا ہے کہ جب عیسائیوں نے پہلی صلیبی لڑائی میں یروشلم کو لیسرداری گاڈفری دسویں صدی کے آخر میں لے لیا تو اُس وقت بیت المقدس کے قلعہ میں چالیس ہزار مسلمان تھے ان سبکو نصرانیوں نے معہ زن و فرزند قتل کر ڈالا نہ ضعیف آدمی نہ عورتیں نہ پناہ مانگنے والے نہ بچہ کوئی بھی نہ بچا جن تلواروں نے ماؤنکو قتل کیا تھا اُنہوں ہی نے بچوں کو قتل کیا یروشلم کی تمام گلیاں مقتولین سے بھر گئیں اور ہر طرف سے مجروحوں کے آہ و زاری کی آواز آنے لگی اور جبکہ سلطان مصر و شام نے دوسری صلیبی جنگ میں یروشلم کو دوبارہ فتح کیا تو اُسنے ہرگز ظلم نکیا اور جب اہل قلعہ نے خود کو اُسکے سپرد کردیا سلطان نے اُن عیسائی قیدیوں پر نہایت مہربانی کی اور جو لوگ ایسے غریب تھے کہ اپنی رہائی کی قیمت نہ ادا کرسکتے تھے اُنہیں مُفت آزاد کردیا انتہٰے پھر اُسی کتاب کے صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے کہ پندرہویں صدی میں ہزاروں بنی اسرائیل اسپین اور پرتگال سے نکالے گئے اور ترکی (یعنے ممالک عثمانیہ) میں آکر قیام پذیر ہوئے یہاں اُنکی اولاد چار صدیوں سے بہت امن و امان سے رہتی ہے کاتھولک مذہب کو قسطنطنیہ اور سمرنا میں پیرس اور لیونز کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے کسی قانون میں یہ نہیں ہے کہ اس ملک میں غیر مذہب والے اپنے مذہب کی رسموں کو پوشیدہ کریں انتہٰے۔

(صفحہ ایضاً) قولہ وہ جو قیامت کا عذاب ہے اُسکی بابت مقدس کتابوں میں صاف خبر دی ہے

کہ خدا کے کلام میں کمی وبیشی کرنیوالے بڑے عذاب میں پڑینگے چنانچہ موسی کی پانچویں کتاب کے
۴ باب ۲ آیت میں لکھا ہے کہ تم اس بات میں جو میں تمہیں کہتا ہوں نہ کچھہ زیادہ کیجو نہ کم تاکہ تم
خداوند اپنے خدا کے حکموں کو جو میں نے تم تک پہنچائے حفظ کرو پہر مکاشفات کی ۲۲ فصل کی
۱۸ و ۱۹ آیت میں لکھا ہے کہ میں ہر ایک شخص کے لئے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے یہ گواہی
دیتا ہوں کہ اگر کوئی ان باتوں میں کچھہ بڑہاوے تو خدا اُن آفتوں کو جو اس کتاب میں لکھی
ہیں اُس پر بڑہاویگا اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں کچھہ نکال ڈالی تو خدا اُسکا
حصہ کتاب حیات اور شہر مقدس اور اُن باتوں سے جو اس کتاب میں لکھی ہیں نکال ڈالیگا الخ

ج یہ مکاشفات کی آیت توریت کے بہی تحریف پر گواہ ہے کیونکہ اگر مصنف مکاشفات کو
اگلی کتابوں میں تحریف ہونیکی خبر نہ تہی تو اپنی کتاب میں تحریف ہونے سے کیوں ڈرا اور تحریف
کرنیوالے کو ایسے سخت عذاب سے ڈرایا یعنے اگر مصنف مکاشفات یہ سخت دہمکی نہ دیتا
تب بہی دینی کتاب میں تحریف کرنیوالے کے لئے یہی عذاب ہوتا سب جانتے ہیں ایسی دہمکی
دینے کی حاجت کیا تہی مگر اسکی ضرورت اسیوجہ سے ہوئی کہ مصنف مکاشفات اگلی کتابوں
میں تحریف ہوجانے سے بخوبی واقف تہا پس اپنی کتاب میں بہی تحریف ہوجانیکا اُسے خطرہ
ہوا اور یہ عذاب جو مکاشفات میں مذکور ہوا ہے عیسائیوں پر نازل ہوگا کیونکہ پادری فانڈر
کے اقرار سے کتاب مکاشفات میں بہی تحریف ثابت ہوچکی ہے دیکھو اختتام دینی مباحثہ مصنفہ
پادری فانڈر مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۵ع صفحہ ۵۵-۵۸ میں پادری فانڈر کی یہ عبارت کہ مکاشفات
۸ باب ۱۳ ایک فرشتہ کو آسمان کے بیچوں بیچ اُڑتے ہوئے الخ گریسباخ اور شولز دونوں
کہتے ہیں کہ فرشتہ کی جگہہ لفظ عقاب چاہئیے مکاشفات کا پہلا باب ۱۱ آیت میں الفا
اور اومیگا اول و آخر ہوں گریسباخ اور شولز الفاظ اول وآخر الحاق بتاتے ہیں انتہےا
قطع نظر اسکے جب مکاشفات میں یہ تہدید مرقوم ہوئی اُسوقت سارا مجموعہ عہد جدید موجود
کہاں تہا بلکہ خود یوحنا کی انجیل بہی تصنیف نہوئی تہی اور یوحنا کو عہد جدید کی سب کتابوں
سے اطلاع کہاں تہی کیونکہ وہ مجموعہ تو چوتہے صدی کے آخر میں مرتب کیا گیا تھا۔

(صفحہ ۹ ۳) قولہ اور یہ جو مسیحی اور یہودیوں نے محمد کو قبول نکیا اور اسکے قبول نکرنے کے
سبب نہایت سختیاں اُس سے اور اُس کے تابعداروں سے اُٹہائیں اسکا باعث صرف
یہ تہا کہ اُنکی کتابوں میں اُسکی کچھہ خبر نہ تہی اور انہوں نے اُسکی تعلیم کو بہی مقدس کتابوں

کے موافق بنایا الخ ج یہ کیا حماقت کی دلیل پادری صاحب کو سوجھی کیا حضرت عیسیٰؑ
کیطرف ہی یہودیوں کا یہی گمان نہیں ہے اور اس سے زیادہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے
بہت سے شاگرد ایمان لانے کے بعد برگشتہ ہو گئے اور اُنکے پیرو نہ رہے (یوحنا ۶ باب ۶۶)
(اور پولوس کے اُنکے ساتھی عیسائی ایشیا والے پھر گئے (۲ طمطاوس ۱ باب ۱۵ و ۴ باب ۱۰ و ۱۶)
اور گاڈفری ہیگنس صاحب اپنی کتاب اپالوجی مطبوعہ لندن ۱۸۲۹ء دفعہ ۴۹ میں لکھتے
ہیں کہ محمد یہودی اور عیسائی دونو مذہب کی راستی کے قائل تھے دونوں مذہب والوں میں
سے بہت سے لوگ آپ کے دائرہ میں کھنچ آئے گو دین عیسوی کی راستی کے آپ قائل تھے
تاہم آپکا قول ہے کہ وہ نہایت خراب ہو گیا تھا انتہےٰ اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ اُنہوں
نے اُسکی تعلیم کو بھی مقدس کتابوں کے موافق بنایا یہ صریح جھوٹھ ہے قران کی آیت آیت
تو توریت کے مطابق ہے رقیمۃ الوداد جواب نیاز نامہ اور نوید جاوید کو شروع سے صفحہ
۸۵ تک دیکھنا چاہیئے لیکن یہ انجیل البتہ بالکل توریت کے خلاف ہے کہ جابجا اُس میں
توریت کی توہین موجود ہے دیکھو نامہ بنام گلتیان و نامہ بنام عبرانیان وغیرہ۔

(صفحہ ایضاً) قولہ محمدؐ کیوقت میں بلکہ اُس سے کتنے ہی برس آگے مسیحی دین اکثر ملکوں
میں پھیلا تھا اسطرح پر کہ اناتولی اور شام اور یونان اور مصر اور افریقہ کے اوپر طرف والے
سب مسیحی تھے اور سوا اسکے عرب اور عجم اور ہندوستان میں بھی مسیحی رہتے تھے اور اطالیہ اور
فرانس اور ہسپانیہ اور انگلش کے ملک کے رہنے والوں اور جرمنی کے ملک کے اکثر حصہ
کے لوگوں نے دین مسیحی قبول کیا تھا پس ہزاروں مسیحی جو دور دراز ملکوں کے چاروں طرف تھے
کسطرح ہو سکتا تھا کہ ایسے بڑے کام کے (یعنے تحریف کرنیکے) لئے متفق ہوں الخ۔

ج اگلے زمانوں میں ایک ملک سے دوسرے ملک میں آمد و رفت کم ہونیکے سبب (کیونکہ
اُس زمانہ میں ریل اور تار برقی اور ڈاکخانہ اور سڑکیں اور انتظام امن مسافرین ملکوں میں نہ
تھا) ایک ملک کے عیسائی دوسرے ملک کی انجیل سے واقف نہ تھے اسوجہ سے ہر ملک کی
انجیل جدا گانہ تھی نوید جاوید کے صفحہ ۲۶۱ - ۲۶۹ اسکا ثبوت موجود ہے اور خود انجیل
بھی بڑے بڑے مقدور والوں تک کو میسر نہ آتی تھی اگر انجیل کی صحت کا ایسا ہی یقین ہے
تو خود پادری فانڈر نے کیوں اقرار کیا کہ اب درحالیکہ اصل نسخہ موجود نہ رہا اور قدیم
کتابوں کا شاید ایک ہی نسخہ ابتک باقی نہ رہا ہو پس اُن غلطیوں کی تصحیح کرنیکی کوئی راہ اور

راہ اور تدبیر نہیں ہے مگر یہ کہ اسکی سب نقل نزدیک و دور سے جمع کریں اور عالم و فاضل زبان دانان اون سبکو مقابلہ کر کے اس راہ سے تصحیح کریں (اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۱۵ و ۲۵) پھر فانڈر صاحب صفحہ ۱۳۰ میں فرماتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے کہ ویریوس ریڈنگ بہت ہیں اور کہ ہر حال میں تمام یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ صحیح کون ہے انتہے ہارن صاحب کے انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ مطبوعہ لنڈن ۱۸۲۵ء میں اور بیلی صاحب کا قول طلوع آفتاب صداقت باہتمام پادری شیرنگ صاحب رتہہ انڈیا ٹرکٹ سوسائٹی کیطرف سے مطبوعہ مرزا پور ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۲۵ میں لکہا ہے کہ اب کسی نسخہ میں مصنف کی سب عبارت نہیں بلکہ سب جہان کے نسخوں میں پہیل رہی ہے انتہے اور ہمیں اس سے کیا کام ہے جو پادری صاحب کی ان وجوہات قیاسی پر اور اون چاروں وجہوں مندرجہ صفحہ ۲۹ میزان الحق پر کہ کس وقت میں اور کن لوگوں کی معرفت اور کیونکر تحریف ہوئی اور پہر سے بدلے لفظ کونسے ہیں توجہ کریں جبکہ پادری فانڈر نے خود اختتام دینی مباحثہ کے صفحہ ۵۰ میں اقرار کیا ہے کہ ہم لوگ قائل ہیں کہ بعض حروف والفاظ میں تحریف وقوع میں آئی اور بعض آیات کی بابت مقدم موخر والحاق کا شبہ ہے انتہے پہر فانڈر صاحب اُسی کتاب کے صفحہ ۵۸ میں فرماتے ہیں کہ ان الفاظ اور آیات مذکورہ کے سوا بعضی اور آیات اور جملے ہیں جو بعض محققین کے قول کے مطابق الحاق ہیں مثلاً یوحنا کا ۸ باب ۱ سے ۱۱ تک پہر یوحنا کا ۵ باب ۴ آیت پہر متی کا ۶ باب ۱۳ آیت کے ان الفاظ پر کہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہے الحاق کا گمان ہے انتہی پہر فانڈر صاحب اُسی کتاب کی صفحہ ۵۳ میں اقرار کرتے ہیں کہ مِل صاحب نے تیس ہزار اختلاف گن لئے اور گریسباخ نے ایک لاکھ پچاس ہزار حساب کئے انتہے یعنے ڈیڑہ لاکھ اور الثانی کلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۹ بیان اسکرپچر میں لکہا ہے کہ وسٹن نے ایسی غلطیاں دس لاکھ سے زیادہ گن لی ہیں انتہے اسلیئے پادری پری صاحب نور افشاں مطبوعہ ۲ مارچ ۱۸۷۵ء صفحہ ۷۰ میں لکھتے ہیں کہ فرض کرو کہ اگر کوئی شخص ثابت کرے کہ انجیل بالکل بدل گئی یا وہ کتاب الہام سے نہیں لکہی گئی اور بالکل ماننے کے لائق نہیں ہے تو بہی عیسائی مذہب قایم رہیگا اس بات سے تعجب نکرو کیونکہ عیسائی دین کا قیام صرف انجیل پر موقوف نہیں ہے انتہے اب کیا ضرور ہے جو ہم پادری فانڈر کے ذرا ذرا سے ہر قیاسی خفیف عذر پر دفتر جوابوں کے تیار کریں اور جسے مفصل کیفیت معلوم کرنی ہو رقیمۃ الوداد اور نوید جاوید میں دیکہہ لے۔

(صفحہ ۱۴۱) قولہ ایک جلد جو ہجرت سے دو سو پچاس برس پہلے لکھی گئی اور ہمارے وقت تک باقی ہے اور اسکا نام قدکس ؕ واٹیکانوس ہے شہر روم واقع ولایت اطالیہ کے کتبخانہ میں ہے اور ایک اور جلد جو ہجرت سے دو سو برس پہلے لکھی گئی شہر لندن میں موسوم برطنیہ کے کتبخانہ میں ہے اور اسے قدکس الکسندریوس کہتے ہیں پھر ایک اور جلد کہ اُسی کے مانند پرانی ہے پارس شہر کے ایک کتبخانہ میں موجود ہے اور اسی قدکس افریمی کہتے ہیں الخ اقول اسکے جواب کی بھی حاجت نہیں ہے جبکہ پادری صاحب خود تحریف اناجیل کا اقرار کر چکے ہیں لیکن وہی محنت گوارا کر کے لکھا جاتا ہے کہ کوڈکس واطیکانوس کو تیرغیسہ ہاگ صاحب چوتھی صدی کا اور بشپ مارش پانچویں صدی کے اخیر کا اور سونٹ فاکن صاحب اور ملین کاٹن صاحب پانچویں یا چھٹی صدی کا اور دلوین صاحب ساتویں صدی کا بتاتے ہیں اور یہ تعین مدت ہی قیاسی ہے باوجود اسکے وہ نسخہ بکثرت خراب ہو گیا اور اکثر جگہوں سے اُسکے حروف جاتے رہے تھے جو کہ دوبارہ لکھے گئے اور کتنی ہی عبارتیں اسمیں داخل کی گئیں اور بعض مقاموں سے لفظوں کو چھیل بھی ڈالا ہے ہارن صاحب اپنی کتاب کی دوسری جلد میں بیان حال کوڈکس واطیکانوس میں لکھتے ہیں کہ اس نسخہ میں ۴۶ باب کتاب پیدائش اول باب سے چھیالیسویں تک اور ۳۲ زبور یعنے ایک سو پانچویں زبور سے ۲۳۷ زبور تک اور نامہ عبرانیاں کی ۹ باب ۱۴ سے آخر تک اور دو نامہ طمطاوس اور نامہ طیطس اور نامہ فلیمون اور سب کتاب مکاشفات نہیں ہے اور پندرہویں صدی میں کسی نے کتاب مکاشفات اور آخر نامہ عبرانیاں کو لکھکر اُسمیں شامل کر دیا ہے اور بہت جگہہ جو حرف مٹ گئے اور بگڑ گئے تھے اُنہیں دوبارہ بنا دیا ہے اور اس نسخہ کی عبارت اور نسخوں سے جہاں مختلف دیکھی تو وہاں اور نسخوں سے لیکر اس نسخے میں داخل کی ہے لیکن اصل کو رہنے دیا ہے اور بعض جا لفظوں کو چھیل بھی ڈالا ہے انتہے اور کوڈکس الکسندریوس کا یہ حال ہے کہ اس نسخہ میں عہد جدید کے ساتھ نامہ اول کلیمنٹ بنام کارنتھینز اور زبور سلیمان ہیں جنکو عیسائی جھوٹے جانتے ہیں اور متی کی انجیل ابتدا سے ۲۵ باب تک نہیں ہے اور یوحنا کی انجیل ۶ باب ۵۰ سے ۸ باب ۵۲ تک نہیں ہے اور نامہ دوم بنام قرنتیاں ۴ باب ۱۳ سے ۱۲ باب ۷ تک نہیں ہے زبور سے پہلے ایک نامہ اتہانیسیس کا بنام مارسی لینس اور اسکے بعد ایک فہرست ایسی زبوروں کی جو دن رات کے ہر گھنٹہ کی نماز میں استعمال کیجائیں مندرج ہے اور چند دہرم گیت اُس فہرست میں لکھے

اُن میں گیارہواں گیت حضرت مریم کی کی تعریف میں تہا اور دلائل یوسی بیوس زبوروں پر اور
اُسکے قواعد انجیلوں پر لگائے تہے بعضے عیسائی عالموں نے اس نسخہ کی بڑی مذمت کی ہے
چنانچہ وٹسٹین صاحب جو اِس نسخہ کے مذمت کرنیوالوں کے سردار ہیں اس بابت میں بہی اختلاف ہے
کہ یہ نسخہ کہاں کا لکہا ہوا اور کب کا اور کس کا لکہا ہوا ہے گریبٹ صاحب اور سکالز صاحب اسکو اخیر چوتھی
صدی سے پہلے کا لکہا ہوا بتاتے ہیں اور وٹسٹین صاحب پانچویں صدی کا اور ڈاکٹر سیمپلر
صاحب ساتویں صدی کا اور میکائلس صاحب آٹہویں صدی کا لکہا ہوا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسمیں اتہاناسیس کا
نامہ موجود ہے اور اوڈن صاحب دسویں صدی کا لکہا ہوا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نامہ اتہاناسیس
کا جہوٹا ہے اور اُسکی زندگی میں بن نہیں سکتا تہا اور چودسویں صدی میں جہوٹ کا
بڑا زور تہا تو اُسی صدی میں یہ نامہ جعلی ہی بنایا گیا ہوگا اور مونٹ فاکن صاحب کہتے ہیں
غالب ہے کہ کوئی نسخہ یونانی چہٹی صدی عیسوی کے قبل کا لکہا ہوا نہیں ہے اور
ہارن صاحب اپنی کتاب کی جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۲ء صفحہ ۸۷ میں لکہتے ہیں کہ جہان میں
کسی کتاب کے دو نسخے ایسے مختلف نہیں ہیں جیسے کوڈکس الکسندرینوس اور کوڈکس
واٹی کانوس اور انمیں عہد عتیق کی کتابیں اصل عبرانی میں نہیں ہیں بلکہ صرف یونانی
ترجمہ ہے جسکی بابت نیازنامہ مطبوعہ ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۹۰ میں لکہا ہے کہ ترجمہ سپٹواجنٹ
بعض جگہہ غلط ہے اور وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ مطبوعہ ۱۸۴۱ء میں لکہتے ہیں
کہ مشرق کے ملحدوں نے اُسمیں تحریف کی ہے۔
اور کوڈکس افرمی کا یہ حال ہے کہ یہ نسخہ مصر کا لکہا ہوا اور ساتویں صدی کا لکہا خیال کیا گیا ہے
اس نسخہ کے عہدنامہ جدید میں بہت جگہہ عبارتیں گئی ہوئی ہیں جنکا حال گریسباخ صاحب نے
اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اس نسخہ میں یوحنا کی انجیل کے پانچویں باب کی چوتھی آیت
جسپر نہایت بحث ہے حاشیہ پر ثبت ہے بشپ مارس صاحب اسکو ساتویں صدی کا لکہا
ہوا کہتے ہیں اور اس نسخہ میں کسی محقق نے تبدیل کی ہے اور ہارن صاحب جلد ۲ مطبوعہ
۱۸۲۲ء صفحہ ۹۴ و ۹۵ میں لکہتے ہیں کہ عہدنامہ جدید کے اندر اس نسخہ میں بہت سے نقصان
جنکو وٹسٹین نے اولاً ظاہر کیا اور میکائلیس اور گریسباخ نے ثانیاً وٹسٹین کے اظہار سے نقل
کیا ہے پائی جاتی ہیں اور علاوہ اُن نقصانوں کے بہت جا سے پڑہا ہی نہیں جاتا اور
گریسباخ سمجہتا ہے کہ اس نسخہ کے لکہے جانے کے بہت عرصہ بعد اسمیں تبدیل ہوئی ہے

اور اس نسخہ میں بہت سی پرانی عبارتوں کو چھپلاے ہے انتہیٰ ا-

(صفحہ ۲۴۲) قولہ سنہ مسیحی کی پہلی اور دوسری صدی میں کلیمنس نامے اسقف اور اگنیشیوس اور پوسطینوس شہید اور اریناوس ور کلیمنس سکندریہ اور ترطولیانوس نے کتنی کتابیں تصنیف کیں کہ اب تک انمیں سے بعضی تمام اور بعضی کسیقدر موجود ہیں اور ان معلموں میں سے بعض تو حواریوں کے شاگرد اور بعض حواریوں کے شاگردوں کے شاگرد تھے غرض کہ صعود مسیح کے نوّے برس بعد سے دو سو برس تک یعنے سنہ ہجری کے چار یا پانچ سو برس پہلے انہوں نے یہ کتابیں لکھیں اور پھر سنہ مسیحی کی تیسری صدی میں یعنی سنہ ہجری کے تین سو برس پہلے اوریگنس ورکپریانوس نے بعضی کتابیں بنائیں جو اب تک ہیں اور اسیطرح یہ اشخاص انتیمیوس و الیفرم شامی و امبروسیوس و باسیلیوس و خریسوسطموس و ہیرونیموس و اگوستینوس بھی جو مسیحی قوم میں بڑے مشہور معلم تھے سنہ ۵۰۰ مسیحی میں یعنے سنہ ہجری سے ۲۰۰ و ۰۰ ابرس آگے بہت سی کتابیں بنا کر چھوڑ گئے جو اب تک باقی ہیں اور وے سب کتابیں مسیحی دین کے بیان میں لکھی گئیں اور اکثر انمیں سے نئے اور پرانے عہد کے کتابوں کی شرح اور تفسیر پر شامل ہیں اور اسی سبب پرانے اور نئے عہد کی کتابوں کے بہتیرے مقام ان میں لکھی ہیں الخ

(حاشیہ: یعنی جسٹن شہید)

ج ازبیل ولیم میور صاحب اپنی تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۸۴ و ۸۵ میں لکھتے ہیں کہ دوسری صدی میں اس بات پر عیسائیوں کے درمیان اختلاف تھا کہ بت پرستوں سے بحث کے درمیان فلسفی کا طریقہ کام میں لانا درست ہے یا نہیں اور یہ اختلاف آخر الامر کلیمنس اور اریجن کی لیاقت کے باعث اور فلسفی کی جانبداروں کی غالب زیادہ گوئی کے سبب اسکندریہ میں رفع ہو گیا اسلئے تسلیم کر لینے سے دین کے جانبداروں کو دلیلوں کے لانے میں تحقیقات کی موشگافی میں عقل کا استعمال یا سچ پوچھو تو تصرف بیجا کرنے میں بڑا فائدہ حاصل ہوا لیکن بحث میں انکی وہ دانش اور بیہودہ راستبازی جو کبھی کبھی بھونڈی اور ناتراشیدہ بھی ہوتی تھی اور ان حامیان حق کو زیبا تھی انکے ہاتھ سے جاتی رہی ان دینی دغا اور فریبوں کی اصل جو اسکے بعد تواریخ کلیسیا کے صفحوں کو داغ لگاتے ہیں بعضے آدمی اسی فلسفی کا تعلق تصور کرتے ہیں - قدیم فیلسوفوں کے درمیان یہ رسم ایک عرصہ سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے شخص کے نام سے مشہور کر دیں جسکو سب جانتے ہوں تاکہ لوگ انکے مضامین کو دل دیکر پڑھیں لیکن جب سے دین عیسوی میں راہ پائی بجز اسکے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار پیدا ہو اسکی اسوقت کی صفائی میں داغ لگے اور آیندہ

کے لئے بڑی بڑی خرابیوں کا سامان پیدا ہوئی اُن جعلی انجیلوں کی اور اعمالوں کی اور مکاشفوں کی
جو ہوئی جو لوگوں نے کسی نہ کسی حواری کے نام سے مشہور کر دی ہیں جو کتابیں کہ بہت دن بعد
لکھی گئیں لوگوں نے حواریوں کے تو ابعین کی تصنیف بتلا دیں اسطرح کے دغا و فریب اگلے کسی نئے مسئلہ کو قدیم
ثابت کرنیکے کے لئے خواہ تادیب میں کوئی تازہ بات ایجاد کرنے کے لئے خواہ کسی دست اندازی کا
اختیار حاصل کرنے کے لئے کام میں آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند قاعدہ کو کہ سچ کی تائید
جھوٹ سے جائز ہو سکتی ہے لوگ واجب ٹھہرا لئے تھے انہیں اسی تواریخ کلیسیا سے یہ بھی ثابت ہے
کہ چھ سو سال تک یہ دستور نصاریٰ میں جاری رہا اب پادری صاحب کی عقل کو کیا کہیں جو یہ
بہت سے نام لکھکر سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو دام فریب میں پھنسا لینگے قطع نظر اسکے اگر نصرانیوں
میں جھوٹ کا بازار گرم نہ تھا تو انجیل ہی میں کیوں ترقی مذہب کیواسطے جھوٹھ بولنے کی ترغیب
موجود ہے دیکھو رومیوں کا ۳ باب ۷ علاوہ اسکے کلیمنس کے خط میں یہ فقرہ کہ جو عیسیٰ کو پیار
کرتا ہے چاہیئے کہ اُسکے حکم پر عمل کرے انتہی۔ انجیل یوحنا ۱۴ باب ۱۵ کا حوالہ عیسائیوں کیا
سمجھا جاتا ہی حالانکہ کلیمنس کے خط کا سال تحریر ۹۶ء سے تجاوز نہیں کرتا اور مفتاح الکتاب مطبوعہ
مرزا پور مشن پریس ۱۸۵۷ء صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ انجیل یوحنا ۹۸ء میں تصنیف ہوئی پھر کلیمنس
نے کہاں سے انجیل یوحنا کا فقرہ اپنی کتاب میں درج کر لیا اسلئے بشپ پیرسن نے صاف اقرار کیا کہ
کلیمنس نے انجیل سے نہیں لکھا ہے۔ (دیکھو لارڈنر کی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۷ء جلد ۲) اور اگناٹیس
کی سات خطوں کے دو مجموعہ ہیں اور دونوں مجموعوں میں بموجب تحقیقات نصرانی محققین کے الحاق ہوا ہے
اسکا مفصل حال لارڈنر کی تفسیر جلد ۲ میں مرقوم ہے اسکے سوا ان مصنفوں کی تصنیفات میں جو چند فقرے
بعض انجیلوں سے مطابق ہو گئے اسکا کیا اعتبار ہے کیونکہ اُن مصنفوں نے یہ نہیں لکھا کہ ہم نے
انجیل سے لکھے ہیں اور اگر اسی پر بھروسہ کریں تو توریت اور انجیل ہی میں جن کتابوں کے نام
یا آیتیں پائی جاتی ہیں وہ کیوں الہامی نہیں سمجھی جاتی ہیں (دیکھو یہوداہ آیت ۹ و ۱۴ طمطاوس ۳ باب ۸
خروج ۳۲ باب ۷ گنتی ۲۱ باب ۱۴) اور اس سب بیان کی شرح کیفیت نوید جاوید کی کلیسیا ۳ سکر منٹ
صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ وغیرہ میں دیکھنا چاہیئے اب پادری صاحب جو میزان الحق کے صفحہ ۴۳ میں
لکھتے ہیں کہ مسیحیوں کو کوئی سبب نہ تھا جو تحریف کرتے پس ہم کیا جانیں کہ کوئی سبب تھا یا نہ تھا
مگر تحریف کرنا تو ہر طرح پر ثابت ہو گیا اور جب انجیلوں میں تحریف ہونا پادری فانڈر کے اقرار سے
ثابت ہے تو کلیمنس وغیرہ کی تحریروں کا غیر محرف رہنا کون یقین کر سکتا ہے علاوہ اس کے

ولیم میور صاحب اردو تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۴۸ میں فرماتے ہیں کہ کلیمنس نے وہ خط
لکھا بھی نہ تھا بلکہ اُس نصرانی جماعت کیطرف سے جو شہر روم میں مقیم تھے لکھا گیا انتہی۔ اس سے
ثابت ہے کہ خدا جانے کس نے وہ خط لکھکر مشہور کر دیا تھا مگر نہ فقط یہی خط کلیمنس بلکہ اُن نصرانی
مصنفوں کی تحریروں کی بھی بے اعتباری ہے جبکہ بقول مورخ کلیسیا چھہ سو برسوں تک نصاری میں جھوٹھی
تحریروں کا بازار گرم تھا۔

(صفحہ ۴۳) قولہ محمد کے مرنے کے بعد عمرؓ خلیفہ نے اسوقت کے مسیحیوں کے کئی ایک بڑے بڑے
کتبخانے اپنے قبضہ میں کر لئے اُن میں سے شام کی ولایت میں قیصریہ کا کتبخانہ تھا اور مصر میں اسکندریہ
کا کتبخانہ تھا اُن کتبخانوں میں کتب مقدسہ کے قدیم نسخہ تھے اور اکثر مسیحی معلموں کی کتابیں
تھیں جیسا کہ اگلی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے پس اس صورت میں محمدیوں کو آسان تھا کہ مقدس
کتابوں کے قدیم نسخے اور قدیم معلموں کی کتابیں ظاہر کر کے تحریف کا دعوے ثابت کرتے حالانکہ
اُن کتبخانوں کو چھین لینے کے بعد عمرؓ نے اُنکے جلا دینے کا حکم دیا الخ ج جبکہ پادری فانڈر نے
آپ ہی بار بار آیات محرفہ اناجیل کو گنوا دیا اور تیس ہزار اور ڈیڑھ لاکھہ غلطیوں انجیل کا اقرار کر
چکے ہیں جیسا کہ اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۵ء میں یہ سب کچھہ موجود ہے تو پھر کیا
ضرور تھا جو تحریف ثابت کرنے کے لئے اُن کتبخانوں کی کتابیں رکھہ چھوڑتے اسکے سوا لب التواریخ
مولفہ مدرس سکندر فریزر ٹیلر جلد ۲ مطبوعہ ۱۸۲۹ء صفحہ ۲۵۴ سطر ۴ میں لکھا ہے کہ ۴۸ سنہ قبل
مسیح کے اسکندریہ کے چار لاکھہ کتابوں کا کتبخانہ جل گیا انتہی اور اگر وہ کتبخانہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے جلایا ہوتا تو نسخہ کوڈکس الکسندرینوس جسے آپ دوسو برس بیشتر ہجرت سے میزان الحق
کے صفحہ ۴۱ میں لکھتے ہیں کیونکر بچا ہوا لندن کی موسہ ام برطینیہ کے کتبخانہ میں پہونچ گیا اس جھوٹھہ
کا بھی کہیں ٹھکانا ہے اور نیاز نامہ مطبوعہ ۱۸۶۷ء جسے پادری کرلون صاحب میزان الحق نے
دوسرے درجہ میں لکھتے ہیں (دیکھو میزان المیزان صفحہ ۲) اُسکے صفحہ ۱۵۰ میں لکھا ہے کہ کئی بار
کسی کسی لوٹ میں نسخجات کتاب مقدس کے موجود تھے بعض صحابہ وہاں موجود تھے اُنہوں نے
مسلمانوں کو کتاب مقدس کے نسخجات فروخت کرنے سے منع کیا کہ جس طور قرآن کی بیع
درست نہیں یہ بھی کلام اللہ ہے اسکا بھی فروخت کرنا روا نہیں اسواسطے حکم دیا کہ ان کتابوں کو
اہل کتاب کو بلا قیمت بطور ہدیہ دیدو چنانچہ دی گئیں تھے۔

(صفحہ ۴۶) قولہ اگر یہودی مسیح کی خبریں اپنی مقدس کتابوں سے نکالتے تو پہلے اُن آیتوں کو

نکالتے تو صحیح اور صاف گواہی دیتی ہیں کہ مسیح جسکا وعدہ یہودیوں کو دیا تھا یسوع ہے مثلاً اشعیاء فصل کی ۱۴ آیت اور اسی کتاب کی تمام ۵۳ فصل اور دانیال کی ۹ فصل ۲۴ - آیت سے ۲۷ تک اور موسیٰ کی پہلی کتاب ۴۹ فصل کی ۹ آیت سے ۱۲ تک اور میخا کی ۵ فصل کی ۲ آیت اور ذکریا کی ۱۲ فصل کی ۱۰ آیت اور ۲۲ زبور کی ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ - آیت الخ ج اگر ان آیتوں کو نہ نکالنا توریت کے غیر محرف ہونیکا نشان ہے تو یہودیوں نے اسی لئے ان آیتوں کو نہیں نکالا الا کہ اُنکے نزدیک ان آیتوں میں مطلق حضرت عیسیٰؑ کی خبر نہیں ہے اور اسکا مفصل جواب مصباح الابرار فی رد مفتاح الاسرار مطبوعہ ۱۲۸۶ھ صفحہ ۲۹ و افحام الخصام فی رد تفتیش الاسلام مطبوعہ ۱۲۹۳ ہجری صفحہ ۹۴ سے ۹۹ تک دیکھنا چاہیئے۔

(صفحہ ایضًا) قولہ خدا نے یہودیوں کو تاکید کے ساتھ فرمایا کہ اپنی کتابوں میں کچھ کمی بیشی نکریں جیسا کہ موسیٰ کی ۵ کتاب کی ۱۲ فصل کی ۳۲ آیت میں لکھا ہے پس اس حکم کے بموجب یہودی کتب مقدسہ کی محافظت پر ایسے متوجہ ہوئے ہیں کہ اُنہوں نے پرانے عہد کی ہر ایک کتاب کے تمام لفظ اور حرف گن گن کر جمع کئے ہیں کہ مبادا ایک لفظ یا ایک حرف کم و بیش ہو جائے اور اگر پرانے عہد کے کتابوں کے وے نسخے جو مسیحیوں پاس موجود ہیں اُن نسخوں سے جو یہودیوں میں رائج ہیں مقابلہ کئے جائیں تو ثابت ہوتا ہے کہ بلا کم و بیش ٹھیک ٹھیک اُنسے موافق ہیں پھر پہلے مسیحی اکثر یہودی تھے پس اگر یہود کے معلم مسیح کے زمانہ میں یا اُس سے پہلے پرانے عہد کے مقدس کتابوں کو تحریف کرتے تو وہ البتہ اس بات سے آگاہ ہو کر مسیحی ہونیکے بعد اُسکو ظاہر کرتے الخ ج پرانے عہد کی ہر ایک کتاب کے تمام لفظ اور حرف گن لینے کے بعد کون ہمیشہ گنتا رہتا ہے جسسے معلوم ہو کہ اب سقدر کمی و بیشی توریت میں ہوئی اور اول سلاطین ۴ باب ۳۲ میں ہے اور اُسنے (یعنے سلیمانؑ نے) تین ہزار مثالیں کہیں اور اسکے گیت ایک ہزار اور پانچ تھے انتہے اب اُس ایک ہزار اور پانچ گیتوں کو غزل الغزلات میں گنوانا چاہیئے جسمیں کل ایک سو سترہ آیتیں ہیں اور یہی پادری فانڈر صاحب اپنی کتاب اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۵ع صفحہ ۶۳ میں اقرار کرتے ہیں کہ توریت کے سب صحیفے نبیوں کے وسیلہ سے لکھے گئے حضرت موسیٰ کے ایام سے تخمیناً پندرہ سو برس پیشتر سنہ عیسوی سے حضرت ملاکی نبی تک کہ چار سو برس قبل از سنہ عیسوی تھا مگر بعض صحیفوں کی بابت معلوم نہیں کہ کس نبی کے ہاتھ سے لکھے گئے ہیں مثلاً ایوب روت سلاطین و غیرہ کے حق میں یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کس

نبی نے انکو لکھا ہے اور بعض کتب میں اور نبیوں کی بات ہی داخل ہے مثلاً کتاب زبور میں ایسی بہی زبوریں جو حضرت داؤد سے نہیں ہیں اور ویسا ہی حضرت موسی کی پانچویں کتاب کا آخر فصل جس میں موسی کی وفات کی خبر ہے کسی اور نبی نے اُس کتاب میں الحاق کیا گیا انتہےٰ یہ عجیب بات ہے کہ الحاق کرنیوالے کا پتا نہیں مگر اُسکا نبی ہونا پادری فانڈر کو معلوم ہو گیا اور یوسیفس مورخ جو شہرہ میں تہا لکہتا ہے کہ ہمارے یہاں ہزاروں کتابیں نہیں ہیں کہ ایک دوسرے کے مخالف اور متناقض ہوں بلکہ ہمارے ہاں فقط ۲۲ کتابیں ہیں اور اُنمیں تمام اگلے زمانوں کا حال ہے اور وہ الہامی سمجھی جاتی ہیں پانچ اُنمیں موسی کی اون میں آئین اور عالم کی پیدایش سے موسیٰ کی موت تک کا احوال ہے اور اُسکی موت سے بادشاہ اردشیر تک پیغمبروں نے اپنے اپنے وقت کا حال تیرہ کتابوں میں لکھا اور باقی چار کتابیں خدا کی حمد و ثنا میں ہیں انتہےٰ حالانکہ اب توریت میں ۳۹ کتابیں شامل ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے وقت میں ۱۷ کتابیں اس مجموعہ توریت میں شامل نہ تہیں اسکا مفصل حال نوید جاوید کلیسیا ۲ میں دیکہنا چاہیئے ۔

(صفحہ ۴۲) **قولہ** اور مسیح یا حواریوں نے بہی کسی جگہ کوئی بات کہی نہیں کہ یہودیوں نے اپنی مقدس کتابوں میں تحریف کی بلکہ اُسکے برعکس گواہی دی ہے کہ عہد عتیق کی مقدس کتابیں سب کی سب خدا کا کلام ہیں اور اسکے پڑہنے اور مطالعہ کرنیکا حکم دیا ہے اسطرح پر کہ مسیح نے یوحنا کی ۵ فصل کی ۳۹ آیت میں فرمایا ہے کہ کتابوں میں ڈہونڈہو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ ان میں تمہارے لیے ہمیشہ کی زندگی ہے اور یہ وہی ہیں جو میرے لئے گواہی دیتے ہیں اور دوسرے تیموتیوس کی ۳ فصل کی ۱۶ آیت میں لکہا ہے کہ ساری کتاب یعنی عہد عتیق کی ساری کتاب الہام سے ہے اور تعلیم اور الزام اور سدہارنے اور راستبازی میں تربیت کے واسطے فائدہ مند ہے اور متی کی ۵ فصل کی ۱۷ اور ۱۸ آیتوں میں مسیح نے یہودیوں سے کہا کہ یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے آیا ہوں میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تمسے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹیگا جب تک سب کچہہ پورا نہو الخ ج ایک نقطہ یا ایک شوشہ تو ہم جانتے نہیں مگر پادری فانڈر صاحب آپ ہی صفحہ ۱۵ سطر ۹ میں اقرار کرتے ہیں کہ تبدیل اعراب حروف کی اور بعض جگہہ الفاظ کا بہی مقدم موخر ہو جانا بہت سا وقوع میں آیا ہے انتہےٰ اور حضرت سلیمان کی ایکہزار اور پانچ گیتوں میں سے فقط ایک سو سترہ آیتیں باقی رہگئی ہیں (اول سلاطین ۴ باب ۳۲) اور حضرت

عیسےٰ آئے تو اُس سامری عورت کو ہیکل کا اصلی مقام بھی نہ بتایا تھا اگرچہ جو دیرو سلم کی ہیکل میں عبادت کرتے تھے (یوحنا ۴ باب ۲۰) اور نہ سامریوں کو عیبال کی جگہہ جرزیم کا لفظ توریت میں بدل لینے پر ملامت کی تھی۔

(صفحہ ۴۸) **قولہ** جب بنی اسرائیل بابل میں قید ہوئے اُس وقت بھی کتب مقدسہ تحریف و تغیر سے بچی رہی ہیں الخ ج پھر عزرا کے ہاتھ سے توریت لکھے جانیکی کیا وجہ ہے وہی توریت اصلی کیوں نہ بدستور رہنے دی۔

(صفحہ ۵۱) **قولہ** سورہ یوسف کے اوائل قران کے بعض نسخوں میں یرتع ویلعب کی جگہہ لفظ مرتع وملعب پایا گیا الخ ج اس کا ثبوت کیا ہے اور پادری فانڈر صاحب آپ ہی تو اسکا جواب دیتے ہیں کہ اس سبب سے کوئی نہ کہیگا کہ قران تحریف پا گیا (دیکھو میزان الحق صفحہ ۵۱ سطر ۱۳)

(صفحہ ۵۳) **قولہ** انجیل و توریت میں کسی جگہہ نہیں کہا کہ توریت میں یا انجیل میں تغیر تبدیل یا دخل و تصرف کیا ہے الخ ج قلسیوں کے ۴ باب ۱۶ میں ہے لاودیقیہ کا خط تم بھی پڑھو تو تم اب بتاؤ کہ لاودیقیہ کا خط اس مجموعہ انجیل میں کہاں ہے اور اول سلاطین ۴ باب ۳۲ میں جو ایکہزار اور پانچ گیت حضرت سلیمان کے مذکور ہیں وہ مجموعہ توریت میں کس جگہہ ہیں آپکو معلوم ہوا کہ انجیل و توریت ہی میں یہ تحریف مذکور ہے۔

(صفحہ ۵۴) **قولہ** نبی اور حواری اگرچہ اور امور میں قابل سہو و نسیان ہوتے ہیں لیکن پیغام کی تبلیغ و تحریر میں معصوم ہیں اس جہت سے انبیا و حواریوں کا لکھنا سہو و نسیان سے مُبّرا ہے اگر اُنکی کتاب میں کسیکو کہیں اختلاف یا محال عقل معلوم ہو تو یہ اُسکے عقل و فہم کے نقص کی دلیل ہے نہ کلام کے نقص کی کیونکہ عقل تو کتاب کی محکوم ہے حاکم نہیں ہے اور پُرانے اور نئے عہد کی سب کتابیں از راہ الہام انبیا و حواریوں کی معرفت لکھی گئی ہیں انجیل کے ان تین باب کے سوا یعنے مرقس لوقا اور اعمال کی کتاب جو مرقس اور لوقا حواریوں کے شاگردوں کے معرفت بموجب حکم و امداد پطرس و پولس حواری کے مرقوم ہوئی ہیں اور اس سبب سے یہ بھی کتب الہامی ہیں اور اگرچہ پُرانے عہد کی بعضی کتابوں کے لکھنے والے کا نام معلوم نہیں ہے لیکن مسیح کی گواہی سے اور ان دلائل سے بھی جو کتب اسناد میں لکھے ہیں معلوم و یقین ہوتا ہے کہ وے کتب بھی الہام کی راہ سے اگلے نبیوں میں سے

کسیکے وسیلہ سے لکھے گئے ہیں اور حق وصحیح ہیں جاننا چاہیئے کہ سب نبیوں کا نام ہی نہیں لکھا گیا چہ جائے کہ سب کا کام اور احوال بیان ہوا ہو الخ ج لوقا و مرقس نہ حواری تھے نہ الہام یافتہ جیسا کہ انجیل لوقا کے دیباچہ سے ظاہر ہے اور انجیل مرقس و لوقا و کتاب اعمال کو پادری صاحب انجیل کی ۳ باب لکھتے ہیں اس جھوٹ سے پادری صاحب کو کچھ شرم ہی آئی ہوگی کسی کتاب میں نہ دیکھا ہوگا کہ جو ایک باب میں مطالب ہوں وہی دوسرے باب میں حالانکہ جو حالات انجیل مرقس میں ہیں وہی انجیل لوقا میں اور اگر وہ انجیل کے تین باب تھے تو صفحہ ۶۲ سطر ۹ میں اناجیل اربعہ آپ نے کسکا نام لکھا ہے پھر یہ انجیل کے تین باب کیونکر ہو گئے اور مسیح کی گواہی سے اگلے نبیوں کی کتابوں کا الہام سے لکھا جانا یقین ہوتا ہے نہ یہ کہ انکا غیر محرف رہنا۔

(صفحہ ۵۵) قولہ اگر تو سوال کرے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمد اور اُسکے تابعدار ایسے جھوٹے دعوے میں پڑے ہوں کہ گویا پرانے اور نئے عہد کی مقدس کتابیں منسوخ و تحریف ہو گئی ہیں اور ایسے دعوے کا سبب کیا ہوگا تو اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا دعوے کرنا اُنکو ضرور تھا کیونکہ اگر نکرتے تو البتہ محمد کی باتوں سے صاف خلاف ظاہر ہوتا اس لئے کہ وہ ایک طرف سے اقرار کرتا تھا کہ پرانے اور نئے عہد کی کتابیں خدا کی جانب سے ہیں اور دوسری طرف سے اُن کتابوں کے برخلاف بیان کرتا پس اس صورت میں تدبیر صرف اسی میں ٹھہری کہ یہ دعوے بیان لاوے کہ نئے اور پرانے عہد کی کتابیں تحریف اور قران کے ظاہر ہونے سے منسوخ ہو گئی ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ کتابیں قران سے موافقت نہیں رکھتیں الخ ج اے بدزبان پادری فانڈر خدا سے ڈر کیا قران شریعت موسوی سے موافقت نہیں رکھتا ہے یا انجیل دیکھو عبرانیوں کا ۸ باب ۱۳ جب اُسنے نیا کہا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا پر وہ جو پرانا اور دیر پا ہے سو مٹنے کے نزدیک ہے انتہے اسلئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے پرانی چیزیں گذر گئیں دیکھو ساری چیزیں نئی ہوئیں (۲ قرنتیوں کا ۵ باب ۱۷) وہی ہماری صلح ہے جس نے دو کو ایک کیا اور اس دیوار کو جو درمیان تھی ڈھا دیا اور اپنا جسم دیکر دشمنی کو یعنے شریعت کے حکموں اور رسموں کو کھو دیا (افسیونکا ۲ باب ۱۴ و ۱۵) پس اگلا حکم اس لئے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اُٹھہ گیا (عبرانیوں کا ۷ باب ۱۸) مگر قران کی تو آیت آیت توریت سے موافقت رکھتی ہے رقیمۃ الوداد اور نوید جاوید میں دیکھہ لو اور تم آپ ہی تو توریت و انجیل کی تحریف کا غل مچاتے ہو دیکھو اختتام دینی مباحثہ مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۵ سطر ۵ تک پھر اوروں کی اس باب میں کیوں شکایت کرتے ہو کبھی تو اس بے ایمانی سے شرم کیا کرو۔

(صفحہ ۵۸) **قولہ** ۲ باب عبادت کے قاعدے ہی انہیں ٹھہرادے تا کہ بنی اسرائیل ان کے سبب ساری قوموں سے ممتاز و جدا ہو کر اور خداوند کی خاص برکت و سعادت سے توفیق پاکر اسکی خاص قوم ہوں اور آئندہ نجات دینے والے کے قبول کرنے پر مستعد اور تیار رہیں اور اسے عجیب طور سے چالیس برس کے عرصہ میں جب وہ عرب کے بیابان میں پھرتے تھے خدا نے اُس فرقہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا الخ ج آئندہ نجات دینے والے کے قبول کرنے پر بنی اسرائیل کتنی پشتوں کے بعد تیار ہوئے تھے کیا پندرہ سو برسوں میں اُنکی پندرہ پُشتیں ہی نگذری ہونگی پس آئندہ نجات دینے والے سے پیشتر جتنے بنی اسرائیل وفات پا گئے انہوں نے تو بالکل نجات نہ پائی ہوگی اگرچہ اُن میں بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام ہی تھے اور عجب کہ عیسائی تو بپتسمہ لیتے ہی نجات دینے والے کو قبول کر لیتے ہیں مگر بنی اسرائیل پندرہ سو برسوں تک آئندہ نجات دینے والے کو قبول کرنیکے لئے تیاری کرتے رہے انہیں بڑھیوں کی کہانی کے بھروسہ پر عیسائیوں میں آپ پادری ہو گئے لیکن اگر اسکی کچھ بنیاد ہو تو خدا نے چالیس برس بنی اسرائیل کو عرب کی بیابان میں اسلئے رکھا تھا کہ تم سبکو آئندہ نجات کی راہ بتا نیوالا اسی سرزمین سے ظاہر ہوگا۔

(صفحہ ۵۹) **قولہ** سلاطین اور تواریخ ایام اور عزرا وغیرہ سلیمان کے احوال کو ہی بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کسطرح بادشاہی کی اور کیسے پرہیزگار تھے الخ ج اول سلاطین اباب ۷ و ۸ میں اُنکی بت پرستی مذکور ہے اب ہم پادری کو چھوٹا کہیں یا کتابکو۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** اس سبب سے کہ اکثر یہودیوں نے یسوع مسیح کو قبول نہیں کیا خدا کے غضب سے مسیح کے چالیس برس بعد ہیکل اور یروشلم دونوں خراب و یہودی تتر بتر ہو گئے الخ ج اگر خدا کے غضب سے یہودی تتر بتر ہو گئے تو مسلمان ضرور خدا کے مقبول ہیں جو تیرہ سو برس سے یروشلم پر قابض ہیں۔

(صفحہ ۶۰) **قولہ** دوسرے یہ کہ بنی اسرائیل پر ظاہر ہو جاوے کہ صرف عبادت کے آداب اور امر و احکام کے سبب گناہ کے قبضہ اور نفس کے مکر سے نجات نہیں پا سکتے الخ ج عبادت کے آداب سے نجات نہیں پا سکتے کتاب کی ورقوں سے بھوڑ پوچھنے اور شراب و کباب سے نجات پا سکتے ہیں واضح ہو کہ اگرچہ نجات محض افضال و رحمت الٰہی سے حاصل ہوتی ہے مگر رحمت کا مستحق ہونے کے واسطے نیکوکاری و عبادت وسیلہ ہے نہ یہ کہ بدکاری و شرابخواری چنانچہ قرآن مجید میں مرقوم ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (اعراف ع ۷)

(صفحہ ۱۱) **قولہ** اگرچہ ان نبیوں کی کتابوں میں حکایتیں اور تعلیمیں بھی مرقوم ہیں لیکن ان کتابوں کا اصل مطلب یہ ہے کہ اُس نجات دینے والے کی نشانیاں اور علامات جسکے حق میں ابرہام و یعقوب اور موسیٰ کو خبر دی گئی زیادہ بیان کریں الخ بلکہ پادری فانڈر کی اس نبی کی نشانیاں زیادہ بیان کریں۔

(صفحہ ۱۲) **قولہ** وہ تسلی دینے اور مدد کرنے والا یعنے روح قدس جسکا وعدہ مسیح نے حواریوں سے کیا تھا اُسکے عروج کے دسویں دن کسطرح اپر نازل ہوا الخ یہ وعدہ انجیل یوحنا ۱۴ باب ۱۶ امیں مرقوم ہے اور جس لفظ کا ترجمہ یہاں تسلی دینے اور مدد کرنیوالا پادری فانڈر نے لکھا ہے وہ دراصل پارہ قلت ہے جیسا مفتاح الاسرار مطبوعہ لندن ۱۸۶۴ء صفحہ ۵۴ سطر ۲۲ میں یہیں پادری فانڈر نے اقرار کیا ہے اور جسکا معرب فارقلیط ہے چنانچہ ترجمہ عربی از جانب کلیسیاے روم مطبوعہ ۱۶۷۱ء اور ترجمہ عربی مطبوعہ لندن ۱۸۵۵ء میں بھی پاراقلت کا ترجمہ ہر جگہ فارقلیط موجود ہے اور جبکہ خود علماے نصارے نے پاراقلت کا عربی ترجمہ فارقلیط کیا تو اب علماء اسلام اور علماے نصارے کے درمیان اسمیں کچھہ اختلاف باقی نرہا کہ وہ خبر حضرت پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حضرت عیسیٰؑ نے دی تھی جسکا ذکر قران مجید میں ہے کہ یاتی مِن بعدی اسمہ احمد کیونکہ باتفاق علماء اسلام اور علماء نصاری کے فارقلیط کے اصل معنے احمد ہیں نہ یہ کہ تسلی اور مدد کرنیوالا اور حضرت عیسیٰؑ کے عروج کے دس دن بعد اس وعدہ کا ظہور نہ تھا ورنہ وہاں بھی یہی لفظ پاراقلت مرقوم ہوتا تا ثابت ہوجاتا کہ یہ وہی وعدہ وفا ہوا جسکا ذکر انجیل یوحنا میں ہے اور اسکا مفصل حال کتاب مصباح الابرار مطبوعہ ۱۲۹۴ھ ہجری فی رد مفتاح الاسرار صفحہ ۱۵ – ۸۰ تک اور نوید جاوید صفحہ ۴۸۹ – ۵۰۸ تک میں دیکھنا چاہیے۔

(صفحہ ۱۳) **قولہ** مسیحی کلیسیا کی بنیاد اسطرح پر قایم کی کہ آخر کو جہان کی سب قومیں اُس میں داخل ہونگی الخ ج یہ عجیب بات ہے پادری فانڈر کو بھی الہام یافتہ پیغمبروں کیطرح آیندہ کی خبر دینے کا دعوے ہے۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** اکیس کتابیں انجیل میں اور ہیں جو حواریوں سے خدا کے الہام کی معرفت مکتوبوں کے طور پر بعضے بڑا کر اور بعضی گھٹا کر لکھی گئیں اور اونکے نام مکتوب رکھکر ہر ایک کے نام جدا جدا ٹھہرائے ہیں اور انمیں یسوع مسیح کی باتیں اور تعلیمیں مذکور ہوئی ہیں اور مفصل بیان ہوا ہے کہ مسیح نجات دینے والا اور تمام عالم کا شفیع ہے الخ ج کیا انہیں مکتوبوں

میں یا یہ جعلسازی بھی نہیں موجود ہے کہ تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں (اول مکتوب یوحنا ۵ باب ۷ و ۸) اور کیا ان مکتوبوں میں اکثر جگہ تحریف ہونے کا خود پادری فانڈر کو اقرار نہیں ہے (دیکھو اختتام دینی مباحثہ صفحہ ۵ وغیرہ) اور کیا اُن مکتوبوں کے بہت سے مقامات محرف خود پادری فانڈر نے نہیں گنوائے ہیں (ایضاً) پھر جو ان مکتوبوں میں لکھا ہے اُسکا اعتبار کیونکر ہو۔

(صفحہ ایضاً) **قولہ** یوحنا کی مکاشفات میں جنکا مطلب عمدہ مثالوں پر شامل ہے جو یسوع مسیح کیطرف سے یوحنا حواری پر عالم رویا میں کشف ہوئیں اور اُن مثالوں سے کلیسیا یعنے مسیحی جماعت کا احوال آخر تک ظاہر ہو کر معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کیونکر برابر ارادہ سے امتحان پر آمادہ ہوتا اور سعی کرتا ہے کہ کلیسیا کو برباد کرے اور آخر کو مسیح کے مخالف یعنے دجال کے ظلم و ستم کے وسیلہ سے کیسے کیسے جور و جفا مسیحیوں پر کریگا الخ ج اگر پادری فانڈر کا وہی مذہب ہے جسے مارٹین لوتھر نے اصلاح دی یعنے پراٹسٹنٹ تو شیطان عیسائیوں کا مددگار ہے یا مخالف مرارت الصدق مولفہ پادری بیڈیلی صاحب و ترجمہ پادری طامس انگلس صاحب حسب الارشاد پادری مریا انجلو صاحب مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۹۴ وغیرہ میں لکھا ہے لوتھر کہتا ہے کہ میں ایک جوڑی ایسے عجیب شیطانوں کی اپنے پاس رکھتا ہوں گویا وہ انتخاب ہیں روئے زمین کے علماء ربانیوں کے اور یہ دونوں ہر دم میرے ساتھ رہتے ہیں انتہٰے اور چونکہ دجال مسیح ہونیکا دعوے کریگا تو اُسکے جو لوگ کہ رفیق ہونگے وہ ضرور نصاری ہونگے چنانچہ انجیل میں بھی اسکی خبر ہے کہ وہ دن (قیامت کا) نہیں آویگا جب تک کہ پہلی برگشتگی نہو اور وہ گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند (دجال) ظاہر نہو (۲ تسلونیقیوں کا ۲ باب ۳) پس باتفاق جمیع مفسرین انجیل یہ برگشتگی عیسائیوں میں مذکور ہے اور اسکی علامت یہی فرمائی گئی کہ سب عیسائی دجال کے ساتھ ہو جائینگے اسلئے حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ اُسدن بہتیرے مجھے کہینگے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت (انجیلی منادی) نہیں کی اور تیرے نام سے دیوونکو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کیں اسوقت میں اُنسے صاف کہونگا کہ میں کبھی تمسے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو انتہٰے پس حضرت عیسیٰ کو خدا و خداوند کہنے والے یعنے انہیں خدا جاننے والے عیسائیوں کے سوا اور کون لوگ ہیں انہیں سے حضرت عیسیٰ صاف کہدینگے کہ اے

بدکارو میرے پاس سے دور ہو کیونکہ انکی بے ایمانیوں کیوجہ سے حضرت عیسیٰ نے پیشتر سے فرما دیا تھا
کہ کیا ابن آدم آکر زمین پر ایمان پاویگا (لوقا ۱۸ باب ۸) اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ
کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اسکے لشکر کے لئے تیار کی گئی ہے (متی ۲۵ باب ۴۱) تم اپنے باپ شیطان سے
ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش کے مطابق کرو (یوحنا ۸ باب ۴۴)

(صفحہ ۶۷) **قولہ** موسیٰ کی پانچویں کتاب کی ۶ فصل کی ۴- آیت میں لکھا ہے سُن لے اے
اسرائیل خداوند ہمارا اکیلا خدا ہے اور یسعیاہ کی ۴۵ فصل کی ۵ یا- آیت میں مذکور ہے کہ
میں ہی اکیلا خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا خدا نہیں اور پہلی قرنتیوں کا ۸ فصل کی ۴- آیت میں
لکھا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ بت ہرگز کچھہ چیز نہیں اور کوئی خدا نہیں مگر ایک اور افسیوں کی ۴
فصل کی ۶- آیت میں مذکور ہے کہ ایک خدا جو سب کا باپ سبکے اوپر اور سب کے درمیان اور تم
سب میں ہے اور پھر یہ کہ خدا روح کی مانند غیر مرئی ہے اور جسمانی نظر سے دکھائی نہیں دیتا چنانچہ
یوحنا ۴ فصل کی ۲۴ آیت میں لکھا ہے کہ خدا روح ہے اور وہ جو اُسکی پرستش کرتے ہیں ضرور ہے کہ
روح اور راستی سے پرستش کریں اور پہلے تیموتوس کی ۶ فصل کی ۱۵ و ۱۶ آیت میں ذکر ہے کہ وہ مبارک
اور اکیلا قدرت والا بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے بقا اُسی کو ہے وہ اُس نور میں بستا
ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اُسے کسی انسان نے نہیں دیکھا اور نہ دیکھہ سکتا ہے الخ

(صفحہ ۶۸) **قولہ** یسعیاہ کی ۴۰ فصل کی ۱۲- آیت سے ۱۸ تک لکھا ہے کہ کسنے پانیوں کو اپنے
ہاتھ کے چلّو سے ناپا اور آسمان کو بالشت سے پیمایش کیا اور زمین کے گرد کو پیمانہ میں بھرا اور پہاڑوں کو
پلڑوں میں وزن کیا اور ٹیلوں کو ترازو میں تولا کسنے خداوند کی روح کو تربیت کیا اُسکا مشیر ہو کر
اُسے سکھلایا اسنے کس سے مشورت لی ہے اور کسنے اُس کی ہدایت کی اور عدالت کی راہ
دکھلائی اور اُسے دانش سکھلائی اور حکمت کی راہ اُسے بتلائی دیکھہ قومیں ڈول کی ایک بوند
کے مانند ہیں اور ترازو کی دھول کی مانند گنی جاتیں الخ **ج** اب ذرا خدا سے شرم کر اے مصنف
میزان الحق کہ کہاں یہ خدا کی یکتائی کا اقرار اور کہاں وہ تثلیث پر اصرار ایک پلہ میزان میں تو
انبار جواہر و دُر ہے اور دوسرا پلہ میزان گرد لطالت سے پُر ہے فی الحقیقت مزاج آپکا جو ہے تو لا
کہیں ہے ماشہ کہیں ہے تولہ-

(صفحہ ایضاً) **قولہ** یسعیاہ کی ۶ فصل کی ۳ آیت میں لکھا ہے کہ ایک نے دوسرے کو پکارا
اور کہا قدوس قدوس قدوس رب الافواج ہے ساری زمین اُسکے جلال سے معمور ہے الخ

ج یہی مکاشفات ۴ باب ۸ میں بھی ہے ۔
(صفحہ ۷۴) قولہ (۲ باب ۲ فصل) اعمال کی ۱۷ فصل کی ۲۹ ۔ آیت میں مذکور ہے کہ ہم خدا کی نسل ہیں الخ ج واہ کیا عمدہ تعلیم ہے تمام جہان کے انسان تو نسل آدم کہلاتے ہیں مگر نصاریٰ خدا کی نسل ہیں سب انسان اسی لئے آدمی کہلاتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی نسل ہیں مگر نصرانی دعوے کرتے ہیں کہ ہم خدا کی نسل ہیں یہی وجہ ہے کہ نصاریٰ آدمیت سے گذر گئے انہیں انسانیت نام کو بھی نہیں ہے ۔
(صفحہ ۷۵) قولہ کتب مقدسہ میں یوں بیان وعیاں ہوا ہے کہ گناہ اور اسکے نتیجے شیطان کی دشمنی اور فریب کے سبب آدم اور عالم میں بہم پہنچے کیونکہ آدم نے شیطان سے اسقدر فریب کھایا کہ اپنے خالق کے حکموں سے عدول کرکے اپنے دل اور خواہش کو خدا کی طرف سے پھیر لیا اور خداوند خدا نے کہا دیکھو آدم نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا (صفحہ ۷۷) خدا کے کلام سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی خواہش یہ نہیں کہ آدمی شیطان کے قبضہ اور گناہ و بدبختی میں ہے بلکہ یہ خواہش ہے کہ پھر گناہ سے آزاد و پاک ہو کر پاکیزگی میں خدا کی مانند بنجاوے (صفحہ ۷۷) الخ ج یہ ترجمہ کہ آدم نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا صحیح نہیں ہے ترگوم رشی میں اسکا مطلب یہ لکھا ہے کہ وہ یکتا ہے نیچے والوں میں جیسا کہ میں یکتا ہوں اوپر والوں میں اور کیا ہے اُسکی یکتائی جاننا نیک بد کا انتہیٰ اور حضرت آدم کے گناہ سے اولاد آدم کو کچھ علاقہ نہیں ہے نہ کسی اولاد آدم پر گناہ آدم کے سبب توبہ واجب کی گئی ہے کیونکہ حضرت آدم نے باوجودیکہ پہلا گناہ قابل درگذر تھا اُس ایک گناہ کی دوہری سزا پائی یعنے بہشت سے نکالا جانا اور موت پھر اب وہ گناہ کہاں باقی رہا جو اسکی تاثیر اولاد آدم تک بھی پہنچی اسیوجہ سے لب التواریخ جلد ۲ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے کہ پانچویں قرن کے آغاز میں برطینیہ کے متوطن پلاجیس و آیرلنڈ کے باشندے سلیس شیس نے یہ تعلیم شروع کی کہ انسان کی خاصیت میں گناہ کی جڑ نہیں اور ہم لوگ آدم کی نسل میں ہونے سے ناپاک نہیں انتہےٰ اور یہ جو پادری صاحب فرماتے ہیں کہ پاکیزگی میں خدا کی مانند بنجاوے اسکا جواب مجھے نہیں آتا مگر یہی کہ ایسا بڑا بول بولنے والا شاید شیطان کی مانند بنجاوے کیونکہ خدا تو فرماتا ہے کہ تم مجھے کس سے تشبیہ دوگے اور مجھے کس کی مانند ٹھہراؤگے (یسعیاہ ۴۶ باب ۵)
(صفحہ ۷۹) قولہ پس درحالیکہ آدمی واجبات کو پورا نہیں کر سکتا پھر اُس سے کیونکر ہو سکتا ہے

کہ واجبات سے زیادہ کام کرکے ایسا ثواب حاصل کرے کہ اُسکے گناہ کا بدلا اور کفارہ ہو۔
لوقا کی ۷ افصل کی ۱۰ آیت میں لکھا ہے کہ چاہیئے اقرار کرے کہ ہم نالائق بندے ہیں کیونکہ جو
ہمپر واجب تہا وہی کیا الخ ج یعنے حضرت آدم کے گناہ کا ہی کفارہ دے اور وہ بغیر عقیدہ مصلوبی
وکفارہ مسیح ممکن نہیں ہے چنانچہ صفحہ ۱۵ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ وہ سعادت جو ابو البشر
آدم نے گناہ کے سبب گم کردی تھی سچا مسیحی اپنے ایمان کی بدولت اُس سے زیادہ حاصل کرتا
اور ایسے مرتبہ پر پہنچتا ہے کہ گویا کھوئے ہوئے آسمان وبہشت کو اُسنے اپنے دل میں اُتار لیا ہے
انتہٰی۔ اور یہ صریح خبط ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا۔

(صفحہ ایضاً) قولہ خدا فقط توبہ کے وسیلہ سے گناہ کی سزا معاف نہیں کرتا الخ ج
پہر توبہ کس لئے ہے۔

(صفحہ ۹۴) قولہ ایسا نجات دینے والا جو گناہگاروں کے لئے ایک ایسا کفارہ وفدیہ عمل
میں لاوے کہ عادل ومقدس خدا کا مقبول اور سب کی خلاصی اور نجات کا باعث ہو چاہیئے کہ
اسطرح کا نجات دینے والا آدم زاد کی قسم سے ہو۔ اور وہ یسوع مسیح ہے اور انجیل میں صاف کہا ہے کہ
یسوع مسیح نے اپنی نیکی اور کمال وثواب اور موت کے سبب عادل ومقدس خدا کے سامنے
ایسا کفارہ اور قربانی گذرانی ہے کہ خدا اُسکے سبب بندوں کے تمام گناہوں سے درگذرتا اور اپنی
رضامندی اُسکے شامل حال کرتا ہے الخ ج مطلب اس سارے طول سے یہ تہا اور صفحہ ۵۷ سے
۹۴ تک جو انجیلی نصائح پادری صاحب نے نقل کئے ہیں یہی سب مذہبوں میں ہیں یہ کوئی نئی
بات نہیں ہے اور پادری صاحب اُن سب اعمال نیک کو نجات کا باعث ہی نہیں جانتے ہیں اسلیئے
فقط اسی کا جواب کافی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا کفارہ اگر ایمانداروں کی نجات کا وسیلہ ہے تو ہماری نجات
بہی ضرور ہوگی کیونکہ ہم سب نبیوں پر ایمان رکہتے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ کفارہ سے پیشتر بہی ہم
حضرت عیسیٰؑ کو شفیع جانتے ہیں جسطرح سب انبیا علیہم السلام کو شفیع جانتے ہیں دیکہو متی ۹ باب ۲
حضرت عیسیٰؑ نے قصہ صلیب سے بہت دن پیشتر ایک مفلوج کے گناہ بخشدئے یعنے اُسکے امرزش گناہان
کی خبر دی تہی اور اسیطرح ایک عورت کو مژدہ آمرزش سُنایا (لوقا، باب ۷، ۴۸) اسیطرح تمثیل مزدوران
انگورستان میں ثابت کر دیا کہ خدا کو بے کفارہ ہی گناہگاروں کے بخشدینے کا اختیار ہے (متی ۲۰
باب ۱۵) اسیطرح ایک زانیہ عورت کو معاف کیا (یوحنا ۸ باب ۱-۱۱) ذکی کو اُسکے نجات کی خبر دی (لوقا
۱۹ باب ۹) اب پادری صاحب سے پوچہنا چاہیئے کہ بے کفارہ اور مصلوبی یہ سب کچھہ کیونکر ہوا

پھر موت کے سبب عادل اور مقدس خدا کے سامنے کفارہ اور قربانی گزراننے کی حاجت کیا ہی کیا سب ابنیا سلف جو حضرت عیسیٰ سے پیشتر تھے انہوں نے کفارہ مصلوبی مسیح نجات نہ پائی تھی نعوذ باللہ اسکے سوا حضرت عیسیٰ کا مصلوب ہونا پیشتر ثابت تو کیا ہوتا اب کفارہ پر بھروسہ کرتے حالانکہ بہت معتبر دلیلوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ مصلوب نہیں ہوئے دولت فاروقی مطبوعہ ۱۲۵۵ھ محراب ۲ رکن ۲ صفحہ ۱۴۰ سے ۱۵۴ تک اور نوید جاوید صفحہ ۳۹۲-۴۱۲ تک دیکھنا چاہیئے اب اُن انجیلی تعلیمات کا حال بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ صفحہ ۶۹ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اس شرط کے موافق چاہیئے کہ حقیقی الہام خدا کو پاک اور مقدس بیان کرکے آدمی کیواسطے بھی پاک دلی کا مرتبہ بتاوے اور اس شرط کے پورا ہونے سے انجیل کا خدا کی طرف سے ہونا ثابت ہوتا ہے الخ لیکن کیا انجیل میں یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ اپنے ہاضمہ اور اکثر کمزوریوں کے واسطے تھوڑی شراب پی (اول طمطاوس ۵ باب ۲۳) اور پاک آدمی کے لئے سب کچھ پاک ہے اور ناپاکوں اور بے ایمانوں کے لئے کچھ بھی پاک نہیں (طیطس اباب ۱۵) اگرچہ پہلی شریعت جو حضرت آدم کو ملی ہی تھی کہ منع کئے ہوئے درخت سے پھل نہ کھانا (پیدائش ۲ باب ۱۶ و ۱۷) اور خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے اور انکار کے لائق نہیں اگر شکر کرکے کھاویں (اول طمطاوس ۴ باب ۴) اور مذہب پھیلانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز (رومیوں کا ۳ باب ۷) پھر اسی صفحہ ۶۹ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ موسیٰ کی دوسری کتاب کی ۲۰ فصل کی پہلی سے ۱۷ آیت تک بیان ہے کہ آبا کی بدکاریوں کی سزا اُنکے لڑکوں کو جو میرا کینہ رکھتے ہیں تیسری اور چوتھی نسل تک دینے والا ہوں الخ لیکن یہ بھی تو توریت ہی میں لکھا ہے کہ اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جاویں باپ دادے ونکے بدلے اولاد قتل کیجاے ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائیگا (استثنا ۲۴ باب ۱۶) پھر صفحہ ۷۰ میں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اپنے باپ اور اپنی ماں کو عزت دے الخ لیکن انجیل میں لکھا ہے کہ مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا (متی ۱۹ باب ۵) اور حضرت عیسیٰ نے اپنی ماں سے کہا کہ اے مستورہ مجھے تجھ سے کیا کام (لوقا ۲ باب ۴) اسلیئے مارٹن لوتھر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ایک بڑے تعجب کی اور بیزاری بات ہے کہ وقت تشریح پاک تعلیم سے دنیا روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے (لوتھر ان سرن کان) کالون کہتا ہے اتنے ہزاروں میں سے جو انجیل سے بیگانگی کرنیکو مشتاق نظر آتے ہیں کتنے تھوڑے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کو ترمیم

دی ہو نہیں بلکہ او رکس چیز کا دعوی کرے تین سو اٹھگہ وسم کا جوا پہینک کر زیادہ بیخوف وخطر ہر ایک قسم کی شرارت اور خیانت میں گرے آر آرنس کہتا ہے ان انجیلی آدمیوں پر غور کرو اور اُن میں سے ایک تو مجھے دکھاؤ جو بدکار سے نیک کردار بنا ہے یا میخوار سے صوفی ہوا ہے میں تو تمہیں برخلاف اسکے بیشماروں کو دکھا سکتا ہوں جو اس انقلاب سے بدتر ہو گئے ہیں (از مرات الصدق مولفہ پادری بیدیلی صاحب وترجمہ طامس انگلس صاحب مطبوعہ گوالیار ۱۸۵۱ء صفحہ ۷۷) اسکے سوا یہ تعلیم کس انجیل میں ہے یا ندار ونکا نشان لکھا ہے کہ پادری اور غیر پادری سور کے کباب اور شراب کا استعمال رکھیں اور کاغذ سے چوتڑ پوچھیں اور کسی پادری کی بی بی ایسی نہو جو ہمیشہ زن خاکروب کو اپنی رفیق نہ رکھے کیا پاکیزگی میں خدا کی مانند بنجانے (میزان الحق صفحہ ۷ سطر ۱۱) کی یہی پہچان ہے۔

(صفحہ ۹) قولہ موسی کی کتاب کی ۲۲ فصل کی ۱۸ آیت میں لکھا ہے کہ تیری نسل سے زمین کی ساری اُمتیں برکت پاوینگی الخ ج یہ وعدہ اللہ رب العالمین نے حضرت ابراہیم سے فرمایا تھا اور چونکہ نسل ابراہیم سے یہ وعدہ برکت کا تھا پس نصاری کو تو اس سے کچھ علاقہ نہیں کیونکہ وہ نسل ابراہیم نہیں ہیں اور وعدہ اُس نسل سے ہے کہ جو قیامت تک کبھی منقطع نہوگی اور ہمیشہ زمین کی ساری اُمتوں کو برکت بخشیگی وہ فقط بنی اسمعیل اور حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام ہیں کیونکہ نسل ابراہیم میں دو کے سوا اور کوئی اس وعدہ کا مستحق نہیں ہے یا حضرت اسحق یا حضرت اسمعیل لیکن نسل اسحق میں تو کوئی اب برکت والا نہیں اور حضرت عیسیٰ کو قطع نظر اسکے کہ اُنکی کوئی نسل دنیا میں قایم نہوئی خود انہیں کی قوم یعنے یہودیوں نے اس برکت کے وعدہ کا مصداق نجانا تھا مگر دوسرے سلسلہ نسل ابراہیم میں حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کو اُنکی قوم نے بڑی عزت سے قبول کیا اور حضرت صلعم کی نسل سے نسلاً بعد نسل زمین کی ساری اُمتیں برکت پاتی ہیں اور یہہ مسلمان ہیں جو حضرت ابراہیم کا سا عقیدہ توحید اور اتباع سنت ابراہیم رکھتے اور اپنے مذہب کو مذہب حنیف کہتے ہیں فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (آل عمران ع ۲) دولت فاروقی مطبوعہ ۱۳۰۰ھ صفحہ ۵۱ و ۵۲ میں اسکا مفصل بیان ہے)

(صفحہ ایضاً) قولہ موسی کی پانچویں کتاب کی ۱۸ فصل ۱۸ او ۱۹ میں لکھا ہے کہ میں اُنکے لئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھہ سا ایک نبی قایم کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالونگا

اور جو کچہہ مین اسے فرماونگا وہ انسے کہیگا الخ ج اس آیت مین شناختین کسی موعود کی بتلائی گئی ہین اول یہ کہ خدا حضرت موسی سے فرماتا ہے کہ انکے بہائیون مین سے تجہہ سا ایک نبی قایم کرونگا پیدایش ۱۶ باب ۱۲ مین بنی اسمعیل کو بنی اسرائیل کا بہائی لکہا ہے اور تجہہ سا یعنے موسے کی مانند حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کوئی دوسرا نہ تہا کہ شریعت موسوی اور شریعت اسلامی باہم مطابق ہین اور انکے سوا قریب چالیس فرق انکے کمالات مین حضرت پیغمبر اسلام صلعم حضرت موسی کی مانند تہے بہلا کبہی تمہارے خیال مین آیا کہ حضرت موسی جس خدا کی پرستش کرتے تہے وہ لو وحدہ لا شریک ہے (خروج ۲۰ باب ۳) نہ یہ کہ صاحب تثلیث پس اُس خدا سے بہیجے ہوئے نبی کی پہچان اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ وہ موسی کی مانند صرف توحید پرستی کی تعلیم دیتا ہو توحید کا ذکر میزان الحق مین صفحہ ۵۰ سے ۵۲ تک مفصل بیان ہے دوسرے یہ کہ اپنا کلام اسکے منہ مین ڈالونگا انجیل کے طرز الہام کو قرآن کے طرز الہام سے مقابلہ کرکے دیکہہ لو کہ کسمین خدا کے کلام کا طرز ظاہر ہوتا ہے یعنے انجیلون مین ایسا محاورہ استعمال ہوا ہے جس سے وہ سب کلام انسان کا معلوم ہوتا ہے اور قرآن مجید مین سوائے خدا کے کوئی دوسرا متکلم نہین ہے تیسرے یہ کہ جو کچہہ مین اسے فرماونگا وہ ان سے کہیگا انجیل یوحنا ۱۴ باب وغیرہ مین حضرت عیسی نے بارہا فارقلیط یعنے فارقلیط کی خبر دی تہی جسکا ذکر قرآن مجید مین اسطرح ہے کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد اور اُس فارقلیط کی صفت حضرت عیسی نے یہ فرمائی تہی کہ وہ اپنی نہ کہیگا لیکن جو کچہہ وہ سنیگا سو کہیگا (یوحنا ۱۶ باب ۱۳) وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ یہی صفت حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی توریت مین مرقوم تہی کہ جو کچہہ مین اسے فرماونگا وہ انسے کہیگا پس اسی کے بموجب حضرت عیسی نے بہی اُس موعود کی شناخت تبلائی تہی کہ وہ اپنی نہ کہیگا لیکن جو کچہہ وہ سنیگا وہ کہیگا ۔

صفحہ ایضاً قولہ دوسرے سموئیل کی ۷ فصل کی ۱۲ و ۱۳ آیتون مین مرقوم ہے کہ جب تیرے دن پورے ہونگے اور تو اپنے باپ دادون کے ساتہ سو رہیگا تو مین تیرے بعد تیری نسل کو جو تیرے صلب سے ہوگا برپا کرونگا اور اُسکی سلطنت کا بندوبست کرونگا اور وہ میرے نام کا ایک گہر بناویگا اور مین اُسکی سلطنت کا تخت ابد تک قایم کرونگا الخ ج اس سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام ہین اور حضرت عیسی نے تو خود نسل داود مین ہونے کا انکار کیا ہے (متی ۲۲ باب ۴۵) اور حضرت عیسی نے یہہ بہی فرمایا کہ میری بادشاہت اس جہان کی نہین

(یوحنا ۱۰ باب ۳۶)۔

(صفحہ ایضاً) قولہ اور اسی کی بابت یرمیاہ کی ۲۳ فصل کی ۵ و ۶۔ آیتوں میں بھی ذکر ہے دیکھو وے دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ میں داؤد کے لیے صادق شاخ اٹھاونگا اور بادشاہ بادشاہی کریگا اور اقبالمند ہوگا اور عدالت و صداقت زمیں پر کریگا اسکے دنوں میں یہوداہ نجات پاویگا اور اسرائیل سلامتی میں سکونت کریگا اور اسکا یہ نام رکھا جائیگا خداوند ہماری صداقت الخ ج یہاں بھی حضرت سلیمان سے مراد ہے ورنہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یہود نے کب نجات پائی وہ تو رومیوں کی تحت حکومت جیسے تھے ویسے ہی تھے یوحنا ۹ باب ۱۱ اور اسرائیلی حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں موجود کب تھے وہ تو سینکڑوں برس پہلے حضرت عیسیٰ سے اسیری میں جا چکے تھے اسیطرح صفحہ ۹۹-۱۰۲ جسقدر پادری صاحب نے پیشین گوئیاں لکھی ہیں وہ سب بعضے حضرت پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہیں اور بعضی اوروں کی پادری صاحب نے تو بے ثبوت فقط آیتیں نقل کر دیں اگر اُسکا جواب بہ تشریح و تفصیل لکھا جاسے تو بہت طول ہو جائے اور اگر پادری صاحب اُن آیتوں کی شرح کرتے تو جواب بھی مفصل لکھا جاتا اور افحام الخصام اور مصباح الابرار میں اسکا جواب مفصل بھی موجود ہے۔

(صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴) ان صفحوں میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا ذکر ہے جیسا کہ انجیلوں میں لکھا ہے۔

(صفحہ ۱۰۵) قولہ جسوقت یحییٰ اصطباغ دینے والے نے اپنے دو شاگرد یسوع پاس بھیجے تاکہ اُس سے پوچھیں کہ وہ نجات دینے والا جسکا وعدہ پرانے عہد کی کتابوں میں ہوا ہے یہی ہے یا نہیں الخ ج پادری فانڈر اپنی کتاب مفتاح الاسرار مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ع صفحہ ۴۷ میں فرماتے ہیں کہ یحییٰ پیغمبر نے جب یسوع مسیح کو سارے عالم کا شفیع اور بچانے والا جانا تو اقرار کرکے کہا کہ دیکھو خدا کا برہ (یعنے فدیہ) جو جہان کے گناہ اٹھا لیجاتا ہے جیسا کہ یہ باتیں یوحنا کے پہلے باب ۲۹ آیت میں لکھی ہیں انتہےٰ یعنے اصطباغ پانے کے وقت اور اُسکے بعد کا یہ حال پادری صاحب لکھتے ہیں کہ یحییٰ اصطباغی نے اپنے دو شاگرد یسوع پاس بھیجے تاکہ اُس سے پوچھیں الخ پس متنبہ پہچان لینے کے بعد پھر پہچاننے کے واسطے یہ پوچھا گیا

(صفحہ ۱۰۶) قولہ یسوع ایسی پاکیزگی کے ساتھ چلتا کہ اپنے دشمنوں کے سامنے کہہ سکتا بلکہ کہا کرتا تھا کہ تم سے کون مجھے گناہ کا الزام دیسکے۔ ج حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی یہی اپنے حق میں کہہ سکتے تھے۔

(صفحہ ایضاً) قولہ لوقا کی ۱۸ فصل ۳۱ آیت سے ۳۳ تک لکھا ہے کہا کہ دیکھو ہم یروشلم کو جاتے ہیں اور سب جو نبیوں کی معرفت آدمی کے بیٹے کے حق میں لکھا ہے پورا ہوگا کیونکہ وہ قوموں کے حوالہ کیا جائیگا وے اسکو ٹھٹھے میں اڑائینگے الخ ج تم دغا نہ کھاؤ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا (گلیتوں کا ۶ باب ۷)

(صفحہ ۱۰۷) قولہ یسعیاہ کا وہ کلام جو پہلے مذکور ہوا تھا پورا ہوا کیونکہ کہا ہے کہ مسیح کو بڑے کی مانند ذبح کے مکان میں لائے لیکن اوسنے اپنا منہ نہ کھولا اور جسوقت کہ یسوع کو صلیب دیتے تھے اُسکے ہاتھ پاؤں چھیدے اور اُسکی پوشاک بانٹ لی اور اُسکے کپڑوں پر چٹھی ڈالی چنانچہ یہی مطلب متی کی ۲۷ فصل کی ۳۵ آیت میں لکھا ہے الخ ج زمانہ اسلام سے پیشتر عیسائیوں میں باسلیدی ایک فرقہ تھا جو خیال کرتے تھے کہ مسیح آپ مصلوب نہوا بر شمعون ایک قرینے اسکے عوض پکڑا گیا اور مصلوب ہی ہوا پھر سرنتی اور کاربوکراطی اور دوسیتی تین فرقے تھے جو زمانہ اسلام سے پیشتر یہی خیال کرتے تھے (از ترجمہ قران مجید بخط رومن مطبوعہ مشن پریس الہ آباد ۱۸۴۴ع جسے علماء نصاریٰ نے چھپوایا اور اسپر اپنی طرف سے الزامی حاشیہ لکھا صفحہ ۴۳ سورہ آل عمران کی آیت ۵۳ کا حاشیہ) اور ایک پانچواں نصرانی فرقہ گناستی یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ دنیا مادّے سے پیدا ہوئی اور مادّے کے لئے شرارت اور معصیت ضرور ہے اور مسیح مادّے سے پیدا نہوا تھا اسلئے مصلوب نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اُسکا جسم نہ تھا (رومن تواریخ کلیسیا مطبوعہ ۱۸۵۵ع صفحہ ۹۶) دین حق کی تحقیق مصنفہ پادری اسمتھ و پادری لیوپولٹ مطبوعہ الہ آباد ارفن پریس ۱۸۴۶ع صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح کا احوال کہ کسطرح وہ ہندو لینے میں بولامٹی کی چڑیاں بنائیں اور یہودیوں کو بندر بنایا اور یہ کہ وہ نہیں مارا گیا بلکہ دوسرا اسکے عوض مصلوب ہوا یہ باتیں اُسنے ناصریوں کے قصہ سے نکالیں انتہے یہ چھٹا فرقہ منکر مصلوبی مسیح ہے اب پادریوں سے پوچھا جائے کہ کیا ان چھہ عیسائی فرقوں نے یہی انجیل پڑہی تھی یا نہیں اگرچہ اُن میں لاکھوں عالم وفاضل تھے۔

(صفحہ ۱۰۹) قولہ قبر سے اوٹھنے کے بعد یسوع مسیح چالیس روز دنیا میں رہا لیکن اپنے تئیں صرف اپنے شاگردوں اور اُن یہودیوں پر ظاہر کیا جو اُسپر ایمان لاسکتے الخ ج سب انجیلوں کا پچھلا باب پڑھنے سے ثابت ہے کہ فقط گیارہ حواریوں کے سوا اور کسی نے حضرت عیسیٰ کو مرکر پھر زندہ ہوا نہیں دیکھا پھر شاگردوں کے سوا یہ اور یہودی کون تھے جنہیں خود

یسوع مسیح نے ظاہر کیا اور اعمال ۱۰ باب ۴۰ و ۴۱ و ۱۳ باب ۳۱ سے بھی ظاہر ہے کہ سوا گیارہ
کے سوا گیارہ نے ہی حضرت عیسیٰ کو پھر زندہ ہوا نہین دیکھا لیکن قرنتیون کے ۱۵ باب ۵
مین پلوس رسول فرماتے ہین کہ بارہون کو دکھائی دیا انتہے اور ظاہر ہے کہ اسوقت بارہ
کہان تھے وہ بارہوان تو عروج عیسیٰ سے بہت دنون بعد شامل کیا گیا تھا (اعمال ۱ باب) بعد
اسکے اول قرنتیون کے ۱۵ باب ۶ مین پلوس مقدس فرماتے ہین کہ پانسو بھائیون سے زیادہ
تھے جنہین ویکبارہ دکھائی دیا انتہے ان پانسو نے اُن سب باتون کو جو مصلوبی اور پھر زندہ
ہونے حضرت عیسیٰ کی بابت انجیلون مین لکھی ہین بالکل ثابت کر دیا انجیلون مین تو گیارہ
کے سوا بارہ تک کا ذکر نہین ہے کہ جنہون نے پھر مسیح کو پھر زندہ ہوا دیکھا مگر پلوس نے اگرچہ
آپ کبھی حضرت عیسیٰ کو نہ دیکھا تھا تو بھی نہ فقط بیس تیس یا پچاس ساٹھ بلکہ پانسو سے زیادہ
دیکھنے والون کا یکبارگی شمار لکھدیا اگرچہ دو سو شاگرد بھی حضرت عیسیٰ کے سب مرد وعورت
اور بچے ملاکر نہ تھے (اعمال ۱ باب ۱۵) اور پلوس تو اول قرنتیون کی ۱۵ باب ۶ مین بھائیون کا
کا لفظ لکھکر فقط مردون کا ذکر کرتے ہین اور چونکہ انجیلون مین اسکا ذکر نہین ہے اسلیے
پلوس کو اتنا فقرہ اور بڑہانا پڑا کہ اکثر اُن مین (یعنے پانسو مین) سے ابتک موجود ہین
انتہے تا معلوم ہو کہ اُن دیکھنے والون سے سنکر پلوس نے یہ بات لکھی مگر متی اور یوحنا
اور پطرس اور یعقوب اور یہوداہ و دیگر انجیلون اور چند نامجات مشمولہ اناجیل کے مصنف جو
حضرت عیسیٰ کے مقرب حواری ہین کیا یہ اُن پانسو مین سے تھے جو اپنی تصنیفون مین اسکا ذکر
کرتے اور اگر یہی انہین نہ تھے تو اور کہان سے آئے جو پانسو سے زیادہ جمع ہوگئے اور لوقا
اور مرقس جنہون نے بقول پادری فانڈر (صفحہ ۲ سطر ۹) انہین پلوس و پطرس کے بتانے
سے اپنی انجیلین لکھین اور اعمال کی کتاب انہون نے بھی بارہ تک کا ذکر نہین کیا چہ جائے
آنکہ پانسو سے زیادہ اور خیال کرو لوقا نے بقول علماے عیسائی پلوس ہی سے دریافت کرکے حضرت
عیسیٰ کا حال لکھا اور تو بھی فقط گیارہ حواریون کے سوا کسی نے بھی بارہ تک کا نام نہین لکھا ہے
اور وہی لوقا کتاب اعمال مین پطرس کا قول ۱۰ باب ۴۰ و ۴۱ مین اور پلوس کا قول ۱۳ باب ۳۱
مین لکھتا ہے کہ سوا حواریون کے جو کہ فقط گیارہ تھے اور کسی مسیح کو پھر زندہ ہوا نہین دیکھا
اس سے یہ ساری بناء مین مصلوبی مسیح اور پھر جی اُٹھنے وغیرہ کے صاف صاف ظاہر ہین جیسے
جگہ بھی اُٹھا ہوا دیکھنے والے پانسو جھوٹے گواہ ٹھہرائے گئے تو مصلوبی جیکے وقوع سے پیشتر

ہی سب شاگرد بھاگ گئے کیونکر صحیح ٹہر سکتی ہے ۔
(صفحہ ایضاً) قولہ جاتے وقت یہ بات جو متی کی ۲۸ فصل کی ۱۸ سے ۲۰ آیت تک لکھی ہے
اُن سے فرمائے کہ آسمان و زمین کا سارا اختیار مجھے دیا گیا اسلئے تم جاکے سب قوموں کو باپ
اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دیکے شاگرد کرو الخ ج اسکا ہی اگر کچھ اعتبار ہوتا
تو تین انجیلیں اور ہین اور انمین بھی یہی سب حال حضرت عیسےٰ کے لکھے ہین مگر اُن میں سے کسی
مین یہ وصیت حضرت عیسیٰ کی مرقوم نہین ہے اگرچہ سب نے حضرت عیسیٰ کی اس آخری وصیت
کو نقل کیا ہے مگر باپ بیٹے روح القدس کا نام کسی نے نہین لکھا اگر متی میں یہ لکھا ہوا
صحیح ہوتا تو اور انجیل نویس اس وصیت کو اور طور پر کیون نقل کرتے ہر انجیل کے پچھلے باب
کے آخر مین دیکھ لینا چاہیے
(صفحہ ۱۱۰) قولہ ظاہر ہے کہ آدمی زمانہ آیندہ کا حال نہین جانتا اور ایسی پیشینگوئیون کی
قدرت نہین رکھتا ہان مگر جبکہ خدا نے اُس پر الہام کیا ہو سو ایسی کتابین جنمین اسطرح
کی پیشینگوئیان لکھی ہون بے شک و شبہہ الہام الٰہی اور خدا کا کلام ہین انتہےٰ (دیکھو
میزان الحق مطبوعہ مطبع امریکن مشن لدیانہ واسطے ٹرکٹ سوسائٹی کے باہتمام پادری
روڈلف صاحب ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۱۰ سطر ۷ و ۸ و ۹ و مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۴۹ء صفحہ ۹۲ - ج
قران مجید کے سورہ توبہ رکوع ۴ مین حق تعالےٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا
الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا یعنے اے
ایمان والو مشرک جو ہین سو پلید ہین نزدیک نہ آوین مسجد حرام کے بعد اس برس کے
انتہی یہ پیشینگوئی کیسی پوری ہوئی کہ ایک ہزار تین سو برس سے اگرچہ دنیا مین طرح طرح کے
انقلاب ہوگئے مگر کوئی مشرک ہرگز کعبہ شریفہ کے گرد بھی پہنچنے نہین پاتا اور نہ کبھی پہنچنے
پاویگا کیونکہ جسنے اتنی مدت دراز سے اُسکی حفاظت کی وہ قادر ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی رکھے پس پادری
فانڈر کے مقرر کیے ہوئے قاعدہ کے بموجب اگر آپ ہی نصاری قران مجید کو خدا کا کلام نہ مانیں
تو اُنپر ہزار افسوس ۔
(صفحہ ۱۱۱) قولہ جسوقت کہ یسوع مردوارون میں یحیی سے بپتسما پایا تہا اسوقت کا واقعہ
متی کی ۳ فصل کی ۱۷ آیت مین بدین طریق لکھا ہے کہ آسمان سے ایک آواز آئی کہ یہ میرا
پیارا بیٹا ہے جس سے مین خوش ہون الخ ج گیا حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان

علیہ السلام اور بہت سے اور مقدسین خدا کے بیٹے نہیں مرقوم ہیں (دیکھو خروج ۴ باب ۲۲ یرمیاہ ۳۱ باب ۹ و ۲۰ + ۸۹ زبور ۲۶ و ۲۷ + اول تواریخ ۲۲ باب ۹ و ۱۰ و ۲۸ باب ۶ + ۲ زبور ۷)

(صفحہ ایضاً) قولہ متی کی ۱۷ فصل کی ۱ و ۲ و ۳ و ۵ آیتوں میں یوں لکھا ہے چھہ دن بعد یسوع پطرس اور یعقوب اور اُسکے بہائی یوحنا کو الگ الگ اونچے پہاڑ پر لے گیا اور اُنکے سامنے اُسکی صورت اور ہی ہوگئی اور دیکھو موسی اور الیاس اُس سے باتیں کرتے اُنہیں دکھائی دیئے اور ایک نورانی بدلی نے اُسپر سایہ کیا اور دیکھو اُس بادل سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے الخ ج متی ۱۱ باب ۱۴ میں حضرت عیسٰے حضرت یحیی کے حق میں فرماتے ہیں کہ الیاس جو آنیوالا تھا یہی ہے انتہی اور متی ۱۷ باب ۱۲ میں حضرت عیسٰی نے فرمایا کہ الیاس تو آچکا انتہی پھر یہ دوسرے حضرت الیاس کہاں سے آگئے جو حضرت موسی کے ساتھ حضرت عیسٰی سے باتیں کرتے اُنہیں دکھائی دیئے پس متی ۱۷ باب ۱ و ۲ و ۳ و ۵ کو جو پادری صاحب نے نقل کیا ہے یہ حواریوں کا قول ہے اور میں نے جو متی ۱۷ باب ۱۲ و ۱۱ باب ۱۴ کو نقل کیا یہ حضرت عیسٰی کا قول ہے اب سمجھہ لینا چاہیئے کہ ان دونوں میں کسکے قول کا اعتبار زیادہ ہے اور سینکڑوں بیٹے خدا کے توریت و انجیل میں مرقوم ہیں جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا ہے۔

(صفحہ ۱۱۲) قولہ جسطرح باپ مردونکو اُٹھاتا ہے اور جلاتا ہے بیٹا بھی جنہیں چاہتا ہے جلاتا ہے کہ باپ کسی شخص کی عدالت نہیں کرتا بلکہ اُسنے ساری عدالت بیٹے کو سونپ دی تاکہ سب جسطرح سے کہ باپ کی عزت کرتے ہیں بیٹے کی عزت کریں وہ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا باپ کی جسنے اُسے بھیجا ہے عزت نہیں کرتا الخ ج اول سلاطین ۱۷ باب ۲۲ میں لکھا ہے کہ حضرت الیاس نے ایک مردہ لڑکے کو زندہ کیا تھا اور حضرت عیسٰی نے تو زندگی و دنیا میں مردہ زندہ کئے تھے مگر حضرت الیشع کی مدفون لاش نے مردہ زندہ کیا تھا ۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱) اور اول قرنتیوں کے ۶ باب ۲ میں لکھا ہے کہ مقدس لوگ دنیا کی عدالت کرینگے انتہی پس اس عدالت کرنیکے سبب اگر بیٹا خدا ہے تو مقدس لوگ کیونکر خدا نہونگے اور پیغمبر کی جو عزت نکرے بیشک اُسکے بھیجنے والے یعنے خدا کی بھی عزت نہ کریگا الغرض اسیطرح صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ میں پادری صاحب نے انجیلی آیتیں نقل کی ہیں اُسکا جواب مصباح الابرار مطبوعہ ۱۲۹۴ھ ہجری کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ وغیرہ میں دیکھنا چاہیئے اور صفحہ ۱۱۳ میں جو یہ سوچنے

۹ باب ۵ سے مسیح سبھونکا خدا لکھا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ یوحنا ۱۰ باب ۳۴ میں لکھا ہے کہ میں نے تو کہا تم سب خدا ہو انتہے اور عبرانی محاورہ میں قاضی اور مفتی سب خدا کہلاتے ہیں (۸۲ زبور ۱) اور جب انجیل سے پادری صاحب حضرت عیسٰیؑ کی خدائی ثابت نکر سکے تو دیکھیے کہ آئندہ کیا فرماتے ہیں۔

(صفحہ ۱۱۶) **قولہ** کیا خدا کا یہ اختیار نہو گا کہ ایسے مطالب بیان فرماوے جنکے سمجھنے میں عقل عاجز ہو اور پھر انکے مان لینے کو بندوں پر لازم کرے الخ **ج** پس کسی غیر ضروری کنایہ کو جو تعلیمات ایمانی سے زائد ہو اگر خدا بیان فرمائے جسکے سمجھنے میں عقل عاجز ہو تو یہ بعید از قیاس نہیں ہے لیکن حضرت عیسٰیؑ کی خدائی کے عقیدہ کو پادری صاحب اصل ایمان اور مدار نجات جانتے ہیں جب انہیں مطالب کو خدا اسطرح بیان فرماوے جنکے سمجھنے میں عقل عاجز ہو تو پھر وہ اور کون سی تعلیمات ہونگی جنکے سمجھنے میں عاجز نہو اور چونکہ تثلیث عیسائیوں کا عین ایمان ہے مگر باوجود اسکے تعجب کہ توریت یا انجیل میں کسی جا لفظ تثلیث موجود نہیں ہے اور نہ حضرت عیسٰےؑ نے یا کسی حواری نے کسی ایک عیسائی کو بھی یہ تعلیم دی کہ تثلیث کا عقیدہ رکھو (اعمال ۲۳ باب ۶ و ۲۴ باب ۵ و ۲۱) چنانچہ پادری صاحب خود صفحہ ۱۴۰ میں اقرار کرتے ہیں کہ مسیحیوں کے عقیدہ میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں انتہے اور میزان الحق مطبوعہ مرزاپور ۱۸۴۳ع باب ۲ فصل ۴ صفحہ ۱۴۴ و مفتاح الاسرار مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۰ع شروع فصل ۱ صفحہ ۳۵ و مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ع صفحہ ۴۴ میں تو پادری فانڈر نے صاف اقرار کیا ہے کہ مسیحیوں کے اعتقاد میں اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا ثلاث واحد کہتے ہیں اور اگرچہ یہ لفظ بعینہ انجیل میں نہیں پایا جاتا مگر انجیل کی اس عمدہ تعلیم کا عادت کے موافق ایسا نام رکھا گیا انتہے اب دیکھیے کہ میزان الحق مطبوعہ لدیانہ ۱۸۶۲ع میں یہ پچھلا فقرہ بالکل ندارد کر دیا گیا ہے الغرض جبکہ نصرانیوں کا یہ خاص دراصل ایمان ہے کہ تثلیث کا عقیدہ رکھیں تو ضرور تھا کہ یہ لفظ تثلیث بکثرت انجیل میں پایا جاتا حالانکہ کسی ایک جگہ بھی نہیں ہے بلکہ برخلاف اسکے حضرت عیسٰےؑ نے انجیل میں ۸۰ جگہہ خود کو ابن آدم فرمایا ہے اگرچہ ابن آدم سب انسان ہیں مگر حضرت عیسٰےؑ نے بار بار اسلئے خود کو ابن آدم فرمایا کہ نصارے حضرت عیسٰیؑ کو الوہیت کے مرتبہ میں نہ سمجھیں اور تثلیث کے عقیدہ میں نہ مبتلا ہو جائیں چنانچہ خود پادری صاحب اپنی میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۲ع باب ۲ فصل ۳ صفحہ ۱۱۷ و مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۰ع صفحہ ۹۹ میں فرماتے ہیں کہ

خود مسیح اقرار کرتا ہے کہ باپ مجھ سے بڑا ہے اور مین اس لئے نہین آیا کہ اپنی خواہش پوری کرون
بلکہ اُسکی خواہش جسنے مجھے بھیجا ہے اور چونکہ وہ سلسلہ انسانی کا واسطہ اور شافع ہے اس لئے
اُس نے خدا سے دعا و مناجات اور شفاعت کی انتہے بلفظہ پس حضرت عیسیٰ کی رسالت اور
انسانیت کا تو ہم ہی اقرار کرتے ہین اور تم ہی بلکہ اہل یہود بھی جو پشت ہا پشت سے توریت خوان
ہین اور بات وہی سچ ہے جو دو یا تین گواہون کے مُنہ سے ثابت ہوجاوے (۲ قرنتیون کا
۱۳ باب گنتی ۳۵ باب ۳۰ استثنا ۱۷ باب ۶ و ۱۹ باب ۱۵ متی ۱۸ باب ۱۶ یوحنا ۸ باب ۱۷) مگر
حضرت عیسے کی الوہیت کا فقط آپ ہی اقرار کرتے ہین جسکا کچھ اعتبار نہین ہے یہی جواب
اُن سب باتون کے لئے بھی کافی ہے جو فصل ۴ صفحہ ۴۴ تک لکھی ہین اور اُنکا جواب تفصیلی
مصباح الابرار فی رد مفتاح الاسرار مین دیکھنا چاہیئے اور صفحہ ۱۴۲ و مطبوعہ اکبر آباد ۱۸۴۳ء
صفحہ ۱۱۳ مین پادری فانڈر نے جب دیکھا کہ ان زبردستی کی بناوٹون اور بڑی بڑی جعلسازیون
سے بھی کسی طرح تثلیث ثابت نہین ہوسکتی تو لاچار ہوکر اقرار کیا کہ اُس بندہ کو جو غور و فکر کرکے
خدا کی ذات پاک کے دریا مین ڈوب رہا ہے لازم ہوگا کہ سکوت کا شیوہ اختیار کرے سو ہم بھی
سکوت اختیار کرکے اپنے اُس خداوند کی بندگی اختیار کرتے ہین جو تمامی اشیا کو دریافت
کرتا اور آپ کسی کے دریافت مین نہین آتا انتہے پس جب یہ حال ہے تو انصاف کرنا چاہیئے
کہ میزان الحق اور مفتاح الاسرار مین درباب ثبوت تثلیث پادری فانڈر کی کوششین سُبک اور
لاطائل ہوگئین یا نہین۔ فی الحقیقت تو ترازو مین تولا گیا اور کم اُترا (دانیال ۵ باب ۲۷)
(صفحہ ۱۴۱) قولہ باب ۲ فصل ۵ صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۵ تک ان صفحون مین چند عمدہ نصیحتین
بیان کی ہین جو کہ سب مذہبون مین بھی نیک تعلیمات موجود ہین کچھ عیسائیون کے لئے مخصوص
نہین ہے بلکہ نصاریٰ الوصیح ان تعلیمات کے خلاف اپنا چال چلن رکھتے ہین جیسا کہ صفحہ ۴۰ کی
جواب مین مرقوم ہوچکا ہے مگر صفحہ ۱۴۴ مین جو پادری صاحب فرماتے ہین کہ دعا کے واسطے
کوئی قاعدہ اور خاص خاص باتین اور معین وقت ضرور نہین انتہے اور صفحہ ۱۴۵ مین ہے کہ انجیل
مین کسی جگہہ حکم نہین ہوا ہے کہ نماز و دعا کسوقت اور کسطور سے کرنا چاہیئے لہذا مسیحیون کو
اس بات مین اختیار ہے انتہے لیکن اگر یہ صحیح ہے تو نصاریٰ مین ہمیشہ نئے نئے طرز عبادت
کیون مقرر کئے جاتے ہین اور روز یکشنبہ عبادت کے لئے کیون مخصوص کیا گیا مراۃ الصدق
مولفہ پادری ہیڈیلی صاحب مطبوعہ ۱۸۵۰ء صفحہ ۲۵ - ۲۹ مین لکھا ہے کہ بادشاہ ہنری ہشتم کی